# صبح صادق اور صبح کاذب کے بارے میں ایک علمی اور تحقیقی جائزہ

سید شبیر احمد کاکاخیل ممبر مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان

## دیباچہ

صبح صادق کیا ہے؟ اس کا جواب تو فقہ کی سارے کتابوں میں موجود ہے لیکن حسابی اعتبار سے کتنے درجات زیر افق پر واقع ہوتا ہے، اس کا جواب ایک علمی اور فنی پس منظر چاہتا ہے ماضی میں کراچی میں اس پر شدید اختلاف ہوا تھا لیکن اکابر نے مشاہدات اور متعلقہ تحقیقات میں دلچسپی لے کر اس مسئلے کو حل کر دیا تھا اور حضرت مفتی رشید احمدؒ نے بھی اپنے تشدد کو ختم کر کے یہ اعلان فرمایا تھا کہ کوئی ایک شخص بھی مسجد میں میرے نقشے پر مطمئن نہ ہو تو میرا نقشہ نہ لگایا جائے لیکن اکابر اکابر ہوتے ہیں اور اصاغر اصاغر۔ حضرت کے بعض اصاغر حضرت کے اس عدم تشدد کا ساتھ نہیں دے سکے لہٰذا حضرت کی آنکھیں بند ہوتے ہی ایک طوفان کھڑا کیا اور جو ان کے اصحاب فتویٰ ہیں بجائے ان کے ماننے کے ان کو مطعون کیا۔ عوام کے سامنے روزہ چھوٹا، سحری لمبی اور عشاء جلدی جیسے خوشنما نعرے رکھے۔ اس پر مزید یہ کہ اسلام آباد، راولپنڈی اور دیگر شہروں کے علماء کرام کے نام سے ان سے پوچھے بغیر غلط نقشے شائع کر کے خود تقسیم کئے حالانکہ جامعۃ الرشید میں پرانے نقشوں کے مطابق سحری کرنا اور جدید کے مطابق فجر پڑھنے کو بذریعہ اعلان لازمی کیا گیا ہے۔ عوام ویسے بھی روز بروز تن آسانی کی طرف مائل ہیں اس پر مزید یہ کوششیں اس لئے بعض حضرات کو اس پر کسی سازش کا گمان ہونے لگا۔ اس پر احقر پہلے بھی لکھ چکا ہے لیکن وہ مناظراتی رنگ میں لکھا گیا اس دفعہ جب دوبارہ لکھنے پر مجبور کیا گیا تو ارادہ ہوا کہ اس کا مناظرانہ رنگ کم کیا جائے اور اس پر تحقیقی رنگ کو غالب کیا جائے۔ اس پر مزید اللہ کا احسان یہ ہوا کہ دارالعلوم کراچی کے اساتذہ کرام نے اپنے تخصص کے طلبہ کو ساتھ لے کر جدید مشاہدات کئے۔ ان کے نتائج احقر کو بھی موصول ہوئے۔ ان مشاہدات سے گویا ایک انقلاب آ گیا جو باتیں پہلے نظری بنیادوں پر سمجھانے میں مشکل محسوس ہو رہی تھیں۔ ان مشاہدات کے نتائج نے ان کا سمجھانا آسان کر دیا۔ مزید اللہ تعالیٰ کی مدد یہ شامل حال ہوئی کہ حضرت علامہ شامیؒ اور چند دوسرے فقہائے کرام کی چند ایسی تحریریں سامنے آئیں جس نے گویا فیصلہ کر دیا۔ الحمد للہ۔ اس لئے ارادہ ہوا کہ اب نئے سرے سے اس پر تحقیقی کتاب لکھی جائے تاکہ جو اس مسئلے کو سمجھنا چاہیں تو ان کے لئے اس میں کافی مواد موجود ہو۔ اس کتاب میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ بلاوجہ کسی کا نام نہ آئے تاہم مشاہدات میں چونکہ نام کا آنا ضروری ہوتا ہے کیونکہ اسی سے وہ مستند ہوتے ہیں اس لئے وہاں نام دیئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ علمائے کرام سے درخواست ہے کہ اس مسودے کا بغور مطالعہ فرمائیں اور اس کے بارے میں مندرجہ ذیل پتہ پر اپنی رائے سے باخبر فرمائیں تاکہ اس کتاب کی باقاعدہ اشاعت میں ان کی رائے تقریظ کی صورت میں آ سکے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر قائم رکھے۔

سید شبیر احمد عفی عنہ خانقاہ امدادیہ مکان نمبر 593/R9 اللہ آباد ویسٹرج 3 راولپنڈی فون 03005010542

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ۔اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ **اور کھاؤ پیو جب تک صاف نظر آئے تم کو دھاری سفید جدا دھاری سیاہ سے۔اس آیت کریمہ میں اللہ جل شانہ روزہ کے ابتدائی وقت کے شروع کا معیار بتا رہے ہیں اور ساتھ اس کا طریقہ بھی کہ جب صبح کی سفید دھاری اور سیاہ دھاری میں فرق واضح ہو جائے تو وہ صبح قرار پائے گی جس پر روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہو جائے گا۔اسی لمحے کو صبح صادق کہا گیا ہے۔حدیث شریف میں اس لمحے کی مزید تفصیلات ہیں اور صبح کی دو قسمیں بتائی گئی ہیں۔ایک صبح صادق اور دوسری صبح کاذب۔**

## احادیث شریفہ کے مطابق صبح صادق اور صبح کاذب۔

1-عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَمْنَعَنَّ اَحَدًا مِّنْکُمْ اَذَانُ بِلَالٍ اَوْ قَالَ نِدَاءُ بِلَالٍ مِّنْ سُحُوْرِهٖ فَاِنَّهٗ یُؤَذِّنُ اَوْ یُنَادِیْ بِلَیْلٍ لِیَرْجِعَ قَائِمُکُمْ وَ یُوْقِظَ نَائِمَکُمْ وَ قَالَ لَیْسَ اَنْ یَّقُوْلَ هٰکَذَا اَوْ هٰکَذَا اَوْ صَوَّبَ یَدَهٗ وَ رَفَعَهَا حَتّٰی یَقُوْلَ هٰکَذَا وَ فَرَّجَ بَیْنَ اِصْبَعَیْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَ اَبُوْ دَاوٗدَ وَ النَّسَائِیُّ وَ ابْنُ مَاجَه **اس کا مفہوم ہے کہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کو بلال کی اذان سحری کھانے سے نہ روکے، کیونکہ وہ تو اس لئے اذان دیتے ہیں تاکہ آپ میں سے نماز پڑھنے والے لوٹیں اور جو سور ہے ہوں وہ جاگیں اور فرمایا صبح اس طرح نہیں ہے، اور ہاتھ کو اوپر نیچے کر دیا، اس کے بعد اشارہ کر دیا کہ ایسے اور انگلیوں کو کھول دیا۔**

2- حَدَّثَنَا عُبَیْدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ عَنْ اَبِیْ اُسَامَةَ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللّٰه عنها اَنَّ بِلَالًا کَانَ یُؤَذِّنُ بِلَیْلٍ فَقَالَ رَسُوْلُ ﷺ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یُؤَذِّنَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ فَاِنَّهٗ لَا یُؤَذِّنُ حَتّٰی یَطْلُعَ الْفَجْرُ قَالَ الْقَاسِمُ وَلَمْ یَکُنْ بَیْنَ اَذَانِهِمَا اِلَّا اَنْ یَرْقٰی ذَا وَیَنْزِلَ ذَا۔ رواه بخاری **اس کا مفہوم ہے کہ بیشک بلالؓ رات میں اذان دیتے تھے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کھاؤ پیو جب تک ابن ام مکتوم اذان نہ دے پس بیشک وہ اس وقت تک اذان نہیں دیتے جب تک فجر طلوع نہ ہو جائے۔اور قاسم نے کہا ان دونوں اذانوں کے درمیان بس اتنا ہی فرق ہوتا تھا کہ یہ چڑھے اور وہ اترے۔**

3-لَا یَمْنَعَنَّکُمْ مِنْ سُحُوْرِکُمْ اَذَانُ بِلَالٍ وَلَا الْفَجْرُ الْمُسْتَطِیْلُ وَلٰکِنَّ الْفَجْرُ الْمُسْتَطِیْرُ فِی الْاُفُقِ۔**اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے۔اس کا مفہوم یہ ہے کہ منع نہ کرے تمہیں تمہاری سحریوں سے بلالؓ کی اذان اور فجر مستطیل بلکہ فجر مستطیر (سے سحری کا وقت ختم ہوتا ہے)۔**

4- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَمْنَعَنَّ اَحَدَکُمْ اَذَانُ بِلَالٍ مِّنْ سُحُوْرِهٖ فَاِنَّهٗ یُؤَذِّنُ اَوْ یُنَادِیْ لِیَرْجِعَ قَائِمُکُمْ وَیَنْتَبِهَ نَائِمُکُمْ وَلَیْسَ الْفَجْرُ اَنْ یَّقُوْلَ هٰکَذَا قَالَ مُسَدَّدٌ وَجَمَعَ یَحْیٰی کَفَّیْهِ حَتّٰی یَقُوْلَ هٰکَذَا وَمَدَّ یَحْیٰی بِاُصْبُعَیْهِ السَّبَّابَتَیْنِ. **(رواه ابوداؤد فی کتاب الصوم)**

**ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلال کی اذان سننے سے سحری کھانا مت چھوڑے، کیونکہ بلال اذان یا ندا اس لئے دیتے ہیں تاکہ تہجد پڑھنے والے گھر چلے جائیں اور سوئے ہوئے جاگ اٹھیں۔اور یحییٰ نے مٹھی بند کر کے فرمایا اسی طرح فجر نہیں ہوتی، بلکہ انگلیاں دائیں بائیں کھول کر فرمایا (فجر صادق) اسی طرح ہوتی ہے۔**

5- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَوَادَةَ الْقُشَیْرِیِّ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ سَمِعْتُ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ یَخْطُبُ وَ هُوَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَمْنَعَنَّ مِنْ سُحُوْرِکُمْ اَذَانُ بِلَالٍ وَلَا بَیَاضُ الْاُفُقِ الَّذِیْ هٰکَذَا حَتّٰی یَسْتَطِیْرَ. **(رواه ابوداؤد فی کتاب الصوم)**

**ترجمہ: عبداللہ بن سوادۃ اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے سمرہ بن جندبؓ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلال کی اذان یا افق پر سیدھی روشنی آپ کو سحری کھانے سے نہ روکے، یہاں تک وہ روشنی افق پر عرضاً پھیل جائے۔**

6- عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ تَسَحَّرْنَا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ ثُمَّ قَامَ اِلَی الصَّلوٰةِ قُلْتُ کَمْ کَانَ بَیْنَ الْاَذَانِ وَالسُّحُوْرِ قَالَ قَدْرُ خَمْسِیْنَ آیَةً رواه مسلم ،بخاری ،ترمذی،ابن ماجه ،مسند احمد)

**ترجمہ: زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی، اس کے بعد آپ نماز کیلئے کھڑے ہوگئے۔(راوی کہتا ہے) میں نے کہا اذان اور سحری کے درمیان کتنا وقفہ تھا (زید نے کہا) پچاس آیات پڑھنے کے برابر۔**

**7-عن سمرةؓ قال قال** عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللّٰه عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَغُرَّنَّکُمْ اَذَانُ بِلَالٍ وَلَا هٰذَا الْبَیَاضُ لِعَمُوْدِ الصُّبْحِ حَتّٰی یَسْتَطِیْرَ هٰکَذَا.(رواه مسلم)

**رسو ل الله ﷺ لا یغرنکم اذان بلال ولا هٰذا البیاض لعمود الصبح حتیٰ یستطیر هٰکذا ............(رواه مسلم)**

8- اَخۡبَرَنَا مَحۡمُودُ بۡنِ غَیۡلَانِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو دَاوٗدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعۡبَةُ اَنۡبَانَا سَوَادَةُ بۡنُ حَنۡظَلَةَ قَالَ سَمِعۡتُ سَمُرَةَ یَقُولُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ لَا یَغُرَّنَّکُمۡ اَذَانُ بِلَالٍ وَلَا ھٰذَا الۡبَیَاضُ حَتّٰی یَنۡفَجِرَ الۡفَجۡرُ ھٰکَذَا وَھٰکَذَا مُعۡتَرِضاً قَالَ اَبُودَاوٗدُ وَبَسَطَ یَدَیۡهِ یَمِیناً وَشِمَالاً مَادًّا یَدَیۡهِ **(رواہ نسائی)**

ترجمہ: آپ کو بلالؓ کی اذان اور نہ یہ سفید روشنی دھوکے میں ڈالے یہاں تک کہ چوڑائی میں فجر پھیل جائے۔

## احادیث شریفہ کا خلاصہ۔

پہلی حدیث شریف میں صبح کاذب کی نشانی ہاتھ اوپر نیچے کر کے ظاہر کی گئی کہ یوں وہ بلند ہوگی جبکہ اس کے مقابل صبح صادق کی نشانی انگلیاں پھیلا کر بتائی گئی گویا کہ یہ افق پر پھیلی ہوئی روشنی ہوگی۔ دوسری حدیث شریف میں یہ بتایا گیا کہ بلالؓ کی اذان رات میں ہوتی ہے اور سحری کے وقت کے خاتمے کے لئے ابن ام مکتوم کے اذان کو معیار ٹھہرایا گیا۔ اور قاسم نامی راوی کے گمان کا ذکر ہے کہ وہ ان میں فرق بہت تھوڑا سمجھتے تھے یعنی چڑھنے اور اترنے کے بقدر۔

تیسری حدیث شریف میں بلالؓ کی اذان اور فجر مستطیل کو سحری میں کھانے سے مانع ہونے کی نفی گئی اور اس کے لئے صبح صادق (فجر مستطیر) کو معیار قرار دیا۔

چوتھی حدیث شریف میں اذان بلال کو محض تہجد کے لئے اور سونے والوں کے اٹھانے کے لئے ایک علامت قرار دیا اور جس طرح انگلیاں کھل کر پھیل جاتی ہیں اس طرح فجر مستطیر بمعنی صبح صادق کو سحری کھانے سے مانع قرار دیا۔

پانچویں حدیث شریف میں بلالؓ کی اذان اور افق پر اس طرح سفیدی (مستطیل) میں سحری کھانے سے روکنے سے ممانعت کی گئی یہاں تک کہ روشنی پھیل جائے۔

چھٹی حدیث شریف میں اذان (فجر) اور سحری میں فاصلہ تقریباً پچاس آیتوں کی تلاوت کے بقدر بتایا گیا ہے۔

ساتویں حدیث شریف میں خبردار کیا گیا ہے کہ نہ تو ہمیں بلالؓ کی اذان سے اور نہ ہی عموداً اٹھتی ہوئی صبح کی سفیدی سے دھوکہ میں آنا چاہیئے بلکہ مستطیر روشنی کا انتظار کرنا چاہیئے۔

آٹھویں حدیث شریف میں ساتویں حدیث شریف ہی کا مضمون ہے اور مستطیر روشنی کی مزید شرح کی گئی کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ پو پھٹ جائے اور روشنی دائیں بائیں افق پر عرضاً پھیل جائے۔

## صبح صادق اور صبح کاذب۔

قرآن شریف میں صرف اتنا فرمایا گیا ہے کہ ہمیں روزہ رکھنا ہو تو اس وقت کھا پی سکتے ہیں جب تک رات کی سیاہ دھاری سے صبح کی سفید دھاری کا واضح فرق محسوس نہ ہو۔ جیسا کہ ہر مسئلے میں حدیث شریف قرآن کی تشریح کرتا ہے اس لئے جو احادیث شریفہ نقل کی گئی ہیں ان کے مطابق رات کی سیاہی سے صبح کی سفیدی کا واضح فرق تب معتبر ہوگا جب صبح کی روشنی افق پر اس طرح پھیل جائے کہ اس کا افق پر عرضاً پھیلاؤ اس کی افق سے بلندی سے زیادہ ہو۔ اس حالت کو صبح صادق کہتے ہیں۔ اگر افق پر روشنی کا پھیلاؤ اس کی بلندی سے کم ہو تو احادیث شریفہ میں اس سے دھوکہ کھانے سے منع کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ شرعی احکامات نماز روزہ کے وابستہ نہیں کئے جائیں گے کیونکہ یہ کسی اور سبب سے پیدا شدہ وہ روشنی ہوتی ہے جس پر صبح کا گمان ہوسکتا ہے۔ فقہاء نے اس کو اس لئے صبح کاذب کہا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کے وقت میں تہجد کی نماز عام پڑھی جاتی تھی اور آپ ﷺ پر تو فرض تھی اس لئے اس کے لئے باقاعدہ اذان دی جاتی تھی۔ اس اذان کے لئے حضرت بلالؓ مقرر تھے۔ اب چونکہ دو قسم کی صبحیں روشنی کے لحاظ سے ہوگئیں اور دو قسم کے اذان تھے اس لئے مسلمانوں کو ان احادیث شریفہ کے مطابق خبردار کیا گیا تھا کہ وہ صرف صبح صادق پر ہی روزہ رکھنے کی صورت میں کھانا پینا بند کیا کریں جب روشنی کا افق پر پھیلاؤ اس کی بلندی سے زیادہ ہوجائے اور تاکید کی گئی کہ نہ تو اس سلسلے میں بلالؓ کی اذان کی پرواہ کریں اور نہ ہی فجر مستطیل کی جس میں روشنی کی بلندی اس کے افق پر پھیلاؤ سے زیادہ ہوتی ہے۔ چونکہ احادیث شریفہ میں بلالؓ کی اذان اور فجر مستطیل دونوں کا ذکر آیا ہے اس لئے بعض حضرات اس سے یہ مراد لیتے ہیں کہ بلالؓ صبح کاذب کو دیکھ کر اذان دیتے تھے حالانکہ احادیث شریفہ میں غور کرنے سے اس کا لازم ہونا نہیں آتا۔ یہ اشتباہ چونکہ علامہ بدرالدین عینیؒ اور ابن حجرؒ کے وقت میں دوسری حدیث شریف کی وجہ سے ہوگیا تھا تو اپنی اپنی شروح بخاری میں ان بزرگوں نے اس کا پرزور رد کیا تھا۔ اگر مشاہدات پر عمل ہو تو مسئلہ صاف ہو جاتا ہے۔ اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن آج کل کے دور میں ایسا نہیں ہے۔ مشاہدات کالعدم ہو چکے ہیں۔ مشاہدات تو در کنار مشاہدات کو سمجھنے والے بھی بہت کم ہوگئے ہیں۔ اور اگر کوئی مشاہدات کرنا چاہیں بھی تو بجلی کے قمقموں اور ٹیوبوں کے باعث صحیح مشاہدات انتہائی مشکل ہوگئے ہیں۔ اس لئے بڑے بڑے علماء کرام بھی اب صحیح نقشوں کی تیاری کو بہت ضروری خیال کرنے لگے ہیں۔ اب جب نقشے کی بات ہوگئی تو صحیح نقشہ تیار کرنا ایک فنی بات ہوتی ہے جس کے لئے اس کے فن کا جاننا بہت ضروری ہوتا ہے کسی نقشہ کی غلطی پکڑنے کے لئے بھی فنی مباحث کی ضرورت بھی پڑ گئی۔ اس وجہ سے وفاق المدارس میں احقر کی کتاب فہم الفلکیات بطور نصاب شامل کی گئی

تاکہ طلباء اس فن سے بخوبی آگاہ ہوسکیں۔

## صبح صادق کس درجہ زیر افق پر ہے؟

باقی اوقات نماز کے درجات زاویہ شمس میں تو اختلاف نہیں ہے البتہ صبح صادق اور شفق ابیض کے درجات زیر افق میں اختلاف پیدا ہوا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ان دو کے مشاہدات پر مصنوعی روشنیاں بہت اثر انداز ہوتی ہیں۔ اس لئے ان کے مشاہدات کے لئے خصوصی اہتمام کرنا پڑتا ہے۔اگر مشاہدات کئی دن تک ایسے مقامات پر مسلسل کئے جائیں کہ وہاں مصنوعی روشنیاں مشاہدات پر اثر انداز نہ ہوسکیں تو جو نتیجہ ظاہر ہوگا وہ ان مشاہدات سے مختلف ہوسکتا ہے جن میں ان دو باتوں کا خیال نہیں رکھا جاسکے یا کم رکھا جائے۔بعض بڑے اکابر بھی مصروفیات کے پیش نظر اول الذکر احتیاطوں کا خیال نہیں رکھ سکے اس لئے ان کے نتائج دوسرے بزرگوں سے مختلف ہوئے کیونکہ جب تک آنکھیں مشاہدات کے تسلسل کے ذریعے مناسب حالات میں صحیح مشاہدات کے ساتھ مانوس نہیں ہو جاتیں ناکافی مشاہدات کے ذریعے صحیح نتیجہ نکالنا عملاً بہت مشکل ہوتا ہے۔مشاہدہ دو چیزوں کا مجموعہ ہوتا ہے، آنکھوں سے دیکھنا اور دماغ کا اس سے صحیح تاثر لینا۔یہ دوسری بات تجربے اور قوت ادراک پر منحصر ہوتی ہے۔جس کی ضرورت محض اس لئے ہے کہ مشاہدے کا معمول نہیں اور مصنوعی روشنیاں ہمارے مشاہدات کے نتائج کو متاثر کرسکتی ہیں۔۔کسی بھی گروپ کے نیتوں پر شک کئے بغیر ہمیں کوئی ایسا راستہ تلاش کرنا ضروری ہے کہ ہمیں صحیح نتائج حاصل ہوسکیں۔مشاہدات کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے ہمیں جن چند اصطلاحات کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔وہ اب ترتیب وار یہاں لکھی جاتی ہیں۔

## فجر مستطیر اور قوس۔

مستطیر کی تعریف چونکہ اول الذکر حدیث شریف میں ہو چکی ہے اس لئے اسی تعریف کو اختیار کیا جائے گا۔اس کے مطابق فجر مستطیر وہ ہے جب افق پر روشنی پھیل جائے۔افق پر روشنی پھیلنے سے مراد یہ ہے کہ اس کا افق پر پھیلاؤ اس کی افق سے بلندی سے زیادہ ہو جیسا کہ انگلیاں کھولنے کے اشارہ سے معلوم ہوا۔یہ کب ہوتا ہے اس کے لئے افق پر سورج کی روشنی کے ظہور کے عمل کو سمجھنا ہوگا۔

اگر صبح صادق سورج کی روشنی کی وجہ سے سمجھی جائے تو سورج اگر زیر افق ہو تو افق پر اگر اس کی روشنی پھیلے گی تو وہ کس شکل کی ہوگی؟ ظاہر ہے سورج کی روشنی چونکہ ہر طرف پھیلتی ہے اس لئے یہ ایک حلقہ بناتی ہے۔نوری حلقہ کے انتہائی حدود ایک دائرے کی شکل میں ہوتے ہیں،افق پر اس دائرے کا صرف ایک حصہ نظر آسکتا ہے۔سارے ریاضی دان جانتے ہیں کہ دائرے کا جز قوس ہوتا ہے۔اس لئے افق پر اس کے انتہائی حدود ایک قوس کی شکل میں نظر آنے چاہئیں۔اس کی کوئی اور شکل بن ہی نہیں سکتی۔افق پر کسی قوس کو بھی دیکھا جائے گا تو یہ اس کی ایک لازمی صفت ہے کہ افق پر اس کی بلندی اس کی پھیلاؤ سے کم ہوگی جیسا کہ شکل میں ظاہر ہے۔اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ فجر مستطیر کی روشنی ایک قوس کی شکل میں افق پر ظاہر ہوسکتی ہے۔

## فجر مستطیل ایک لمبوتری روشنی۔

فجر مستطیل فجر مستطیر کی ضد ہے اس لئے فجر مستطیر کے برعکس افق پر اس کا پھیلاؤ اس کی افق سے بلندی کے مقابلے میں کم ہونی چاہیئے جیسا کہ آپ ﷺ نے ہاتھ کو اوپر نیچے کرکے اس کے بارے میں اشارہ فرمایا کہ اس کی بلندی افق پر پھیلاؤ سے زیادہ ہوگی۔اب دونوں کو ملا کر یہ کہا جاسکتا ہے کہ فجر مستطیر قوس کے شکل میں ہوتی ہے اور فجر مستطیل قوس کی شکل میں نہیں ہوتی۔یہ دونوں نتائج بہت اہم ہیں۔ان کو انشاءاللہ آگے استعمال کیا جائے گا۔

## صبح کاذب کی تعریف۔

لَا یَمْنَعَنَّکُمْ مِنْ سُحُوْرِکُمْ اَذَانُ بِلَالٍ وَلَا الْفَجْرُ الْمُسْتَطِیْلُ وَلٰکِنِ الْفَجْرُ الْمُسْتَطِیْرُ فِی الْاُفُقِ میں الفجر المستطیل سے مراد صبح کاذب ہی ہوسکتی ہے۔کیونکہ یہی وہ فجر ہے جس پر سحری کھانے سے روکا نہیں جارہا ہے۔ اور پہلی حدیث شریف میں وَقَالَ لَیْسَ اَنْ یَقُوْلَ ھٰکَذَا اَوْ ھٰکَذَا وَصَوَّبَ یَدَہٗ وَرَفَعَھَا حَتّٰی یَقُوْلَ ھٰکَذَا میں فجر مستطیل کی نشانی اس طریقے سے بتائی گئی کہ ہاتھ کو اوپر نیچے کیا گیا کہ ایسے ہوتا ہے یعنی اس کی افق سے بلندی اس کی افق پر پھیلاؤ سے زیادہ ہوگی ۔اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ فجر مستطیر جو کہ قوس کی شکل میں ہوتی ہے کبھی صبح کاذب نہیں ہوسکتی۔

## صبح صادق کی تعریف۔

قرآنی تعریف کے مطابق صبح صادق وہ لمحہ ہوتا ہے جب سیاہ دھاری سے سفید دھاری کا واضح فرق نظر آئے اور حدیث شریف کے مطابق یہ وہ لمحہ ہوتا ہے جب افق پر روشنی

پھیل جائے یعنی اس میں استطارت آجائے دوسرے لفظوں میں اس وقت اس کا افق پر پھیلاؤ اس کی بلندی سے زیادہ ہوتی ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے ہاتھ کی انگلیاں کھول کر اس کی یہ صورت بیان فرمائی ۔دوسری حدیث شریف میں دوسرے لفظوں میں اس کی کیفیت یوں بیان فرمائی کہ وہ روشنی ایسی نہ ہو اور ہاتھ کو اوپر نیچے کرکے اشارہ فرمایا جس کا لب لباب یہ ہے کہ صبح صادق کے وقت افق پر جو روشنی ظاہر ہوتی ہے اس کی افق سے بلندی اس کی افق پر پھیلاؤ سے کم ہوتی ہے ۔جیسا کہ پہلے گزر گیا فنی طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ صبح صادق کے وقت روشنی قوس کی شکل میں ہوتی ہے کیونکہ قوس پر یہ دونوں تعریفیں صادق آتی ہیں نیز یہ مسلم ہے کہ یہ روشنی سورج کی بدولت ہے اور سورج کی روشنی افق پر قوس کی شکل میں ہی پھیل سکتی ہے کسی اور شکل میں نہیں ۔ان دونوں تعریفوں کو استعمال کرتے ہوئے ہمیں مشاہدہ کے ذریعے معلوم ہو سکتا ہے کہ صبح کاذب کونسی ہے اور صبح صادق کونسی ہے؟

## درجات زیر افق کے لحاظ سے صبح صادق کی تعریف۔

اسی پر اختلاف ہے اور اس کا فیصلہ مشاہدات کے ذریعے ہی ممکن ہے ۔ہمارے ملک یہ اختلاف پہلی دفعہ حضرت مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے کیا اور اعلان فرمایا کہ جو پرانے نقشے ہیں جن میں صبح صادق اور شفق ابیض کے اوقات کا 18 درجات زیر افق کے حسابی اصول کے مطابق حساب کیا گیا تھا، وہ غلط ہیں ۔ابتدا میں چونکہ یہ نئی بات تھی اور حضرت مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کے جلالت شان کے مطابق ٹنڈو آدم کے ناکافی مشاہدات کی بنیاد پر کراچی کے بڑے علماء کرام نے اس کی تصدیق فرمائی اور شبہ ظاہر کیا کہ شاید پرانے نقشوں میں دیئے ہوئے اوقات فجر صبح کاذب کے اوقات ہیں، اس لئے صبح صادق 15 درجہ زیر افق پر قرار پایا جیسا کہ حضرت مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کی تحقیق تھی ۔اس کی تفصیل حضرت مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کی احسن الفتاویٰ جلد دوم میں شائع شدہ کتاب صبح صادق میں دی ہوئی ہے ۔بعد میں حضرت مفتی شفیعؒ اور حضرت مولانا یوسف بنوریؒ نے کراچی کے اکابر علماء کے ساتھ ملکر غیر جانبدارانہ تحقیق فرمائی اور مختلف مقامات پر مشاہدات کے لئے ٹیمیں بھیجیں جن کی تفصیل پروفیسر عبداللطیف صاحب مدظلہ کی کتاب صبح صادق اور صبح کاذب میں تفصیل سے موجود ہے۔

## ☆☆☆ مشاہدات کی تفصیل ☆☆☆

مشاہدات کے ان ٹیموں میں حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحبؒ، حضرت مفتی ولی حسن ٹونکیؒ، جناب مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ، جناب مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ، جناب مولانا احمد الرحمٰن صاحب، جناب مولانا عبدالقیوم صاحب، جناب مولانا یوسف لدھیانویؒ، جناب مولانا عبدالسلام صاحب، جناب مولانا یحییٰ صاحب، جناب مولانا مفتاح اللہ صاحب، جناب حافظ عبدالرشید صاحب سورتی، جناب الحاج محمد یامین صاحب، جناب محمد عثمان صاحب، جناب کلیم اللہ صاحب اور پروفیسر عبداللطیف صاحب شامل تھے ۔مشاہدات کی پہلی سیریز 3 اپریل سے 12 اپریل تک کے مشاہدات پر مشتمل تھی اور دوسری سیریز 18 تا 19 اگست کے مشاہدات پر مشتمل تھی۔

بالکل قدرتی انداز میں جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ پہلی نظریں مشاہدات کے ساتھ مانوس نہ ہونے کی وجہ سے مشاہدات بالیقین نہیں کئے جا سکے لیکن چند روز ہی کے بعد میر پور ساکرو میں بتاریخ 11 اپریل پانچویں مشاہدہ میں حضرت مولانا عاشق الٰہیؒ نے 4:54 منٹ پر صبح صادق کا مشاہدہ کیا جبکہ آٹھ حضرات نے 04:55 پر، تین حضرات نے 04:59 منٹ، ایک ساتھی نے ٹھیک پانچ بجے اور جبکہ دو ساتھیوں نے 05:04 منٹ پر نوٹ کرایا ۔یاد رہے کہ مقام مشاہدہ پر اس دن 18 درجہ زیر افق کا وقت 04:54 منٹ اور 15 درجہ زیر افق کا وقت 05:08 منٹ تھا ۔اگلے دن کے مشاہدے میں سب مشاہدہ کنندگان نے مسجد حاجی عثمان میں صبح صادق کا مشاہدہ 04:55 منٹ پر نوٹ کرایا ۔اس دن 18 درجہ زیر افق کا وقت 04:53 منٹ اور 15 درجہ زیر افق کا وقت 05:08 پر تھا۔

18 اگست 1974 کو پروفیسر عبداللطیف صاحب اور جناب انوار احمد صاحب پروفیسر فزکس گورنمنٹ کالج ناظم آباد نے چند احباب کے ساتھ صبح صادق کا مشاہدہ کیا تو ان کو 04 بجے سے کچھ پہلے صبح کاذب بھی نظر آئی جو کہ حدیث شریف کی نشانی کے مطابق بلندی مائل مخروطی شکل میں تھی ۔اس کے بعد اندھیرا چھا گیا اور 04:40 منٹ پر قوس کی شکل میں روشنی نظر آ گئی ۔یہ صبح صادق تھی کیونکہ اس کی روشنی نصف دائرے میں نمایاں تھی ۔اس دن جھان سومرو میں 18 درجہ زیر افق کا وقت 04:40 منٹ ہی تھا ۔اگلے دن بھی قوس والی روشنی اسی وقت پر نوٹ کی گئی۔

ان مشاہدات کے بعد کراچی کے تمام اکابر علماء نے 18 درجہ زیر افق والے اوقات صبح صادق کی اوقات کی تصدیق فرمائی اور حضرت مفتی رشید احمدؒ اس مسئلے میں اکیلے رہ گئے ۔تاہم حضرتؒ کے متعلقین حضرتؒ کے تیار کردہ نقشے استعمال فرماتے تھے اور ان کا پرچار بھی کرتے تھے۔

## احقر کے مشاہدات۔

1983 میں احقر کو اس اختلاف کا پتہ چلا اس لئے کسی نتیجے پر پہنچنے کے لئے مشاہدات کا پروگرام بنایا تو رمضان شریف میں تقریباً ایک مہینہ صبح صادق کے مشاہدات کئے اور تقریباً چھ مہینے شفق احمر کے مشاہدات کئے۔صبح صادق کے مشاہدات میں جب ہفتہ دس دن کے بعد آنکھیں مشاہدات کے ساتھ مانوس ہوگئیں تو 18 درجہ کے قول کی تصدیق ہوگئی اور 15 درجے کا قول ضعیف محسوس ہوا۔اس نتیجے میں زیادہ قوت اس وقت آئی جب دو دفعہ 15 درجہ کے وقت سے پہلے سرخی نظر آئی جبکہ ایک دفعہ ساڑھے پندرہ اور ایک دفعہ ساڑھے سولہ درجے کے مطابق شفق احمر غروب ہوا۔نیز ان مشاہدات کے ذریعے یہ بھی معلوم ہوا کہ شفق احمر کے لئے کوئی خاص درجہ متعین نہیں کیا جاسکتا بلکہ یہ ساڑھے بارہ اور ساڑھے سولہ درجے کے اوقات کے درمیان کسی بھی وقت غائب ہوسکتی ہے تو یہ بات پایہ تحقیق تک پہنچ گئی کہ 15 درجے کا قول تو صحیح نہیں ہوسکتا کیونکہ پندرہ درجے کے وقت سے پہلے چاہے سال میں ایک دن بھی سرخی نظر آئے تو 15 درجے کا قول صحیح نہیں کہلائے گا اور اس سے زیادہ کے اقوال میں بحث منتقل ہوجائے گی۔اسی طرح شفق احمر کی بات بھی ہے کہ پندرہ درجے کے بعد چاہے ایک دن بھی شفق احمر موجود رہے گا تو پندرہ درجے والا قول صحیح نہیں سمجھا جائے گا کیونکہ شفق ابیض کبھی بھی شفق احمر سے پہلے غائب نہیں ہوسکتا اور درجات کے لحاظ سے شفق ابیض اور صبح صادق کے اوقات ایک ہی ہیں یعنی دونوں ایک درجہ کے مطابق واقع ہوتے ہیں پس اگر شفق ابیض کا غروب 18 درجے کے مطابق پایا گیا تو صبح صادق بھی 18 درجے کے مطابق ہوگی۔یہ ساری تفصیل جنوری 1984 کو حضرت مفتی رشید احمدؒ کے سامنے پیش کی گئیں۔حضرت اس وقت خاموش رہے لیکن دو تین دن کے بعد جب احقر استفادے کی نیت سے حاضر ہوا تو حضرت نے انتہائی عالی ظرفی کا مظاہرہ کرکے اس مسئلے میں اپنے تشدد کے چھوڑنے کا ارشاد فرمایا اور فرمایا کہ میں پہلے صرف 15 درجے کے قول کو ہی واقعی قول سمجھتا تھا لیکن اب 18 درجے کے قول کو بلکہ 19 درجے کے اقوال کو بھی نظر انداز نہیں کررہا ہوں۔اس لئے مجھ سے فرمایا کہ بہتر ہے کہ عشاء، تہجد اور روزہ تو 18 درجے کے مطابق ہوں اور فجر کی نماز میں 15 درجے کے قول کی رعایت کی جائے اور یہ بھی فرمایا کہ میں بیمار ہوں سفر نہیں کرسکتا لیکن اگر آپ اس مسئلے کے لئے مجھے کسی وقت بلانا چاہیں تو بلا سکتے ہیں۔میں حضرت کی عالی ظرفی پر حیران تھا لیکن یہ ایک بڑی خوشگوار تبدیلی تھی جو کہ اس موضوع پر کام کرنے والے ایک محترم کے سمجھ میں نہیں آرہی تھی اور بار بار کہہ رہے تھے کہ جو حضرت مفتی شفیع صاحبؒ کی بات نہ مانے وہ تیری بات کیوں مانے گا۔میں نے عرض کیا کہ یہ علمی بات نہیں فنی ہے۔میں نے اگر فنی سیاق وسباق کے ساتھ اس کو پیش کیا اور حضرت نے اس کو قابل غور سمجھا تو آپ کو کیا عذر ہے؟

## ڈاکٹر خالد شوکت صاحب کی تصدیق۔

ڈاکٹر خالد شوکت صاحب شمالی امریکہ میں فلکیات کے شعبے میں ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں۔کچھ حضرات کو ہمارے مشاہدات پر تحفظات تھے لیکن وہ ڈاکٹر صاحب کے مداح تھے تو بندہ نے اپنے مشاہدات E mail کے ذریعے ڈاکٹر صاحب کو ارسال کئے۔ان کا جواب من وعن پیش کیا جاتا ہے۔آپ فلکیات کے اسلامی استعمال کے لئے ایک website بھی چلا رہے ہیں

## جدید مشاہدات۔

مئی 2008 میں دارالعلوم کراچی کے اساتذہ کی نگرانی میں تخصص کے طلبہ نے مشاہدات کئے ہیں۔ان کے ساتھ بعض مشاہدات میں جامعۃ الرشید کے اساتذہ بھی شامل تھے۔ ان کے مشاہدات کی تفصیلات دی جاتی ہیں۔پہلی روئیداد بقلم مفتی حسین احمد مدظلہ استاذ دارالعلوم کراچی ہے۔

دوسری بقلم مولانا عبدالحفیظ مدظلہ ہے اور تیسری بقلم مولانا احسن ظفر طالبعلم تخصص سال دوم ہے۔

## پہلی روئیداد۔

28 ربیع الثانی 1429ھ مطابق 5 مئی 2008ء کو جامعہ دارالعلوم کراچی سے ایک جماعت صبح صادق کے مشاہدات کیلئے سندھ کے شہر مٹھی روانہ ہوئی۔اس جماعت میں تخصص فی الافتاء کے طلباء کے علاوہ دارالافتاء کے دو رفقاء مولانا عبدالحفیظ صاحب اور بندہ سید حسین احمد بھی شریک ہوئے،جبکہ جامعۃ الرشید کے دو اساتذہ مولانا شہباز صاحب اور مولانا فیصل صاحب بھی پہلے چار دن مشاہدات میں شریک رہے۔حضرت مفتی عبدالمنان صاحب مدظلہم بھی دو دن بعد تشریف لائے اور آٹھ اور نو تاریخ کے مشاہدات میں شریک رہے۔مشاہدات کی تفصیل درج ذیل ہے:

**مقام مشاهدہ:** ''ناتھڑا''، جو مٹھی شہر سے جنوب مشرق کی جانب ایک صحرا ہے، یہاں سے افق واضح نظر آتا ہے۔ بجلی نہ ہونے کی وجہ سے۔ چاروں طرف اندھیرا ہوتا ہے اسکا عرض البلد 20.1َ 29َ 24° اور طول البلد 41.4َ 55َ 69° ہے، جبکہ مٹھی شہر کا عرض البلد 43َ 24° اور طول البلد 45َ 69° ہے۔

**پہلا دن 6 مئی۔** مٹھی سے مقام مشاہدہ کے لئے روانگی رات 2:24 پر ہوئی اور 03:09 پر پہنچ گئے، اس دن افق پر دس، بارہ درجے تک گہرے سیاہ بادل تھے، 04:34 پر بادلوں کے اوپر آسمان پر سفید روشنی پھیلی ہوئی محسوس ہوئی۔ واضح رہے کہ اس دن اٹھارہ درجے کے مطابق طلوع فجر کا وقت 4:20 تھا اور 15 درجے کے مطابق طلوع فجر کا وقت 4:35 تھا۔

**دوسرا دن 7 مئی:** اس دن 02:55 پر مٹھی شہر سے روانہ ہوئے اور 03:44 پر مشاہدے کے لئے ایک بلند ٹیلے پر بیٹھ گئے، اس دن بھی افق پر تقریباً دس درجے تک سیاہی مائل بادل تھا (جس کا ادراک خوب روشنی پھیل جانے کے بعد ہوا) 04:27 پر بادلوں کے اوپر اوپر ہی روشنی کی ایک قوس نظر آئی، جس کا عرض طول کے مقابلے میں زیادہ محسوس ہو رہا تھا اگر بادل نہ ہوتے تو شاید اس سے پہلے بھی روشنی نظر آجاتی۔ اس دن اٹھارہ درجے کے مطابق صبح صادق کا وقت 4:19 تھا جبکہ پندرہ درجے کے مطابق وقت 4:34 تھا۔ 4:27 کے اعتبار سے سورج کا زیر افق زاویہ (16:23) بنتا ہے۔

**تیسرا دن 8 مئی:** اس دن دو جماعتیں الگ الگ سواریوں سے مقام مشاہدہ پہنچی، پہلی جماعت 03:45 پر اور دوسری جماعت چار بجے پہنچی۔ آسمان کے بالائی حصے پر ستارے خوب روشن تھے، جس کی وجہ سے افق اور آسمان کا فرق محسوس ہو رہا تھا، البتہ افق کے قریب تارے نظر نہیں آرہے تھے، جس سے اندازہ ہو رہا تھا کہ شاید افق پر بادل یا گرد وغبار ہے (صبح جب روشنی خوب واضح ہوئی تو ہمارے خیال کی تصدیق ہوگئی اور محسوس ہوا کہ افق پر تقریباً آٹھ درجے تک سیاہی مائل بادل تھے)

04:21 پر بادلوں کے اوپر ہلکی روشنی کی ایک قوس محسوس کی گئی، شمال کی جانب یہ قوس ڈبلیو اسٹار تک پھیلی ہوئی تھی (جہاں کہکشاں ختم ہو رہی تھی) اور جنوب کی جانب بھی مشرقی افق پر کافی دور تک یہ قوس پھیلی ہوئی محسوس ہوئی، اس کا عرض طول کے مقابلے میں زیادہ تھا۔

04:26 پر اس قوس میں روشنی خوب تیز ہوگئی اور عرض مزید پھیل گیا، اس وقت نیچے کے بادل واضح طور پر نظر آنے لگے۔ آٹھ مئی کو صبح صادق کا وقت اٹھارہ درجے کے مطابق 4:18 جبکہ پندرہ درجے کے مطابق 4:33 تھا۔ 4:21 پر سورج کا زاویہ زیر افق (17:26) بنتا ہے۔ جبکہ 4:26 کے حساب سے سورج کا زاویہ زیر افق 16:26 بنتا ہے۔

**چوتھا دن 9 مئی:** 03:54 پر مقام مشاہدہ پہنچے، افق پر نیچے سیاہ رنگ کے بادل تھے، اور اوپر سفید رنگ کے بادل بہت اونچائی تک پھیلے ہوئے تھے، درمیان میں کہیں کہیں سے آسمان کا نیلگوں رنگ نظر آرہا تھا، تاہم سفید بادلوں کی وجہ سے طلوع فجر کی روشنی کا احساس نہ ہو سکا۔ زمین پر خوب روشنی پھیل جانے کے بعد بھی افق پر روشنی کی حدود کا اندازہ نہیں ہو رہا تھا۔

**پانچواں دن 10 مئی:** اس دن مولانا شہباز صاحب اور مولانا فیصل صاحب مشاہدات میں شریک نہیں تھے، کیونکہ وہ 9 تاریخ کو واپس تشریف لے گئے تھے۔ باقی ساتھی 03:46 پر مقام مشاہدہ پہنچے، افق پر کوئی بادل نہ تھا، اوپر آسمان میں بھی بادل نہیں تھے، البتہ افق کے اوپر معمولی گرد تھی، جس کا احساس سورج طلوع ہونے کے وقت ہوا۔

04:18 پر ہلکی سفید روشنی کی ایک قوس محسوس ہوئی، جو مشرقی افق پر شمالی جانب میں ڈبلیو اسٹار کے پچھلے دو ستاروں تک پھیلی ہوئی تھی، اور مشرقی افق پر جنوب کی جانب میں کافی دور تک محسوس ہوئی، اس قوس کا عرض، طول کے مقابلے میں واضح طور پر زائد تھا۔ 04:22 پر اس قوس کی حدود بہت واضح ہوئیں اور اس میں روشنی اتنی زیادہ ہوگئی کہ تحریر کی سیاہی نظر آنے لگی اگرچہ تحریر پڑھی نہیں جا سکتی تھی۔ 04:39 پر اس روشنی میں حمرت بھی محسوس ہونے لگی۔

واضح رہے کہ 04:18 پر روشنی کی جو قوس نظر آئی تھی اس کے بعد کوئی اندھیرا محسوس نہیں ہوا بلکہ یہ روشنی مسلسل بڑھتی ہی رہی۔

دس مئی کو اٹھارہ درجے کے مطابق صبح صادق کا وقت 04:16 جبکہ 15 درجے کے مطابق صبح صادق کا وقت 04:31 تھا۔ 4:18 کے اعتبار سے سورج کا زیر افق زاویہ (17:44) بنتا ہے۔

**چھٹا دن 11 مئی:** اس دن افق پر نیچے سیاہ رنگ کے گہرے بادل تھے، اوران کے اوپر سفید رنگ کے بادل بہت اونچائی تک پھیلے ہوئے تھے۔ اسلئے مشاہدہ نہ ہوسکا۔

واضح رہے کہ ان چھ ایام میں کبھی بھی ذنب السرحان کی طرح کوئی روشنی نظرنہیں آئی اس سے ان بعض فقہاء کرام کے قول کی تائید ہوتی ہے جوفرماتے ہیں کہ صبح کاذب پورے سال نظرنہیں آتی صرف سردیوں میں نظرآتی ہے۔

فِی الشرحِ الکَبیرِ لِلدَّردِیرِ ج۱ ص ۱۷۹ "وَلِلصُّبحِ ) ( مِنَ الفَجرِ ) أَیُ ظُهُورُ الضَّوءِ (الصَّادِقِ) وَهُوَ المُستَطِیرُ أَیُ المُنتَشِرُ ضِیَاؤُهُ حَتَّی یَعُمَّ الأُفُقَ احتِرَازًا مِنَ الکَاذِبِ وَهُوَ المُستَطِیلُ بِاللَّامِ وَهُوَ الَّذِی لَا یَنتَشِرُ بَل یُطلَبُ وَسَطَ السَّمَاءِ دَقِیقًا یُشبِهُ ذَنَبَ السِّرحَانِ وَلَا یَکُونُ فِی جَمِیعِ الأَزمَانِ بَل فِی الشِّتَاءِ ثُمَّ یَظهَرُ بَعدَهُ ظَلَامٌ ثُمَّ یَظهَرُ الفَجرُ الحَقِیقِیُّ "

وفِی مِنَحِ الجَلِیلِ ج۱ ص۳۸۸ "( وَ) الوَقتُ المُختَارُ ( لِلصُّبحِ ) مَبدَؤُهُ ( مِنَ ) طُلُوعِ ( الفَجرِ الصَّادِقِ ) المُنتَشِرِ یَمِینًا وَشِمَالًا حَتَّی یَعُمَّ الأُفُقَ وَاحتَرَزَ بِالصَّادِقِ مِن طُلُوعِ الفَجرِ الکَاذِبِ وَیُسَمَّی المُخلِفَ بِکَسرِ اللَّامِ المُستَطِیلِ الَّذِی لَا یَنتَشِرُ وَیَرتَفِعُ إلَی جِهَةِ السَّمَاءِ دَقِیقًا یُشبِهُ بَیَاضَ بَاطِنِ ذَنَبِ الذِّئبِ الأَسوَدِ فِی أَنَّ کُلًّا بَیَاضٌ یَسِیرٌ فِی شَیءٍ مُظلِمٍ مُحِیطٍ بِهِ یَکُونُ فِی فَصلِ الشِّتَاءِ ثُمَّ یَغِیبُ وَیَطلُعُ الفَجرُ الصَّادِقُ بَعدَهُ "

اوران مشاہدات میں اٹھارہ درجے کے قریب جوروشنی نظرآئی اس کوصبح کاذب کہناممکن نہیں کیونکہ اس کی شکل وہ نہ تھی جواحادیث میں بیان کی گئی ہے اورفقہاء کرام نے اس کی تعبیر ذنب السرحان وغیرہ سے کی ہے۔ بلکہ اس کی شکل قوس کی تھی، اورقوس میں عرض طول کے مقابلے میں زیادہ ہوتا ہے، اورمشاہدہ میں بھی عرض زیادہ محسوس ہورہا تھا، جبکہ صبح کاذب میں طول عرض کے مقابلے میں زیادہ ہوتا ہے۔

تیسرا یہ کہ صبح کاذب کی علامات میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس کے بعداندھیرا چھاجاتا ہے، جبکہ بعض حضرات کے قول کے مطابق اگرچہ مکمل اندھیرانہیں چھاتا لیکن روشنی نیچے آجاتی ہے جوبعد میں صبح صادق کی روشنی سے مل جاتی ہے، جبکہ مشاہدہ میں جوروشنی نظرآئی اس کے بعداندھیرانہیں چھایا اورنہ وہ روشنی کم ہوئی بلکہ مسلسل بڑھتی رہی۔ واللہ اعلم بالصواب

سید حسین احمد

دارالافتاء دارالعلوم کراچی

**نوٹ:** چھ اورسات مئی کوافق پرنیچے نیچے بادل ہونے کی بناء پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ دوسرے مقامات پربھی جماعتیں بھیج کرمشاہدہ کرناچاہیئے ممکن ہے دوسری جگہ مطلع صاف ہو، چنانچہ ایک جماعت جس میں مولانا شہباز صاحب ،مولانا عبدالحفیظ صاحب اورتخصص کے چندساتھی تھے موجودہ مقام مشاہدہ سے تقریباپچاس کلومیٹرجنوب میں ایک مقام ''چھچھی درس'' گئے، اس جماعت نے آٹھ مئی کومشاہدہ کیا، جس کی روئیداد بھی منسلک ہے۔ جبکہ دوسری جماعت تخصص کے دوساتھیوں پرمشتمل مٹھی شہر کے شمال میں واقع ایک شہر ''کھپرو'' گئی، انہوں نے بھی آٹھ مئی اورنومئی کومشاہدہ کیا جس کی روئیداد منسلک ہے)

## دوسری روئیداد۔ دوسری ٹیم کی رپورٹ

## (8 مئی)

باہمی مشورے سے ایک جماعت جس میں بندہ دارلعلوم کے تخصص سال دوم کے تین طلباء اور جامعۃ الرشید کی طرف سے مولانا شہباز صاحب تھے، کی تشکیل ایک صحرائی مقام ''چھچھی درس'' کی طرف کی گئی، اس تشکیل سے مقصود یہ تھا کہ مزید بہتر مقام مشاہدہ مل جائے ، جہاں روشنی اور گرد وغیرہ کم سے کم ہوں۔ ہم مذکورہ پانچ افراد بمع راہبر (مولانا موسیٰ

### مشاہدات میں حصّہ لینے والے حضرات

| تخصص کے طلبہ | اساتذہ کرام |
|---|---|
| 1- محمد احسن ظفر طالب درجہ تخصص سال دوم | مولانا سید حسین احمد مدظلہ استاذ جامعہ دارلعلوم کراچی |
| 2- محمد عارف 〃 〃 〃 | مولانا عبدالحفیظ مدظلہ ستاذ جامعہ دارلعلوم کراچی |
| 3- محمد فرحان فاروق 〃 〃 〃 | مولانا فیصل صاحب مدظلہ استاذ جامعۃ الرشید |
| 4- محمد نوید عالم 〃 〃 〃 | مولانا شہباز صاحب مدظلہ استاذ جامعۃ الرشید |
| 5- محمد احمد رضا 〃 〃 〃 | بعد میں آنے والے حضرات |
| 6- خالد جمیل 〃 〃 〃 | 1- حضرت مفتی عبدالمان صاحب مدظلہ |
| 7- محمد قاسم 〃 〃 〃 | استاذ جامعہ دارلعلوم کراچی |
| 8- محمد بلال 〃 〃 〃 | 2- امتیاز عالم درجہ تخصص سال سوم |
| 9- محمد احمد بہاولپوری 〃 〃 〃 | 3- شاکر جھکورا 〃 〃 〃 |
| 10- عبدالمالک 〃 〃 〃 | 4- طیب امین 〃 〃 〃 |
| 11- محمد عدنان مکی 〃 〃 〃 | 5- صہیب عبداللہ 〃 〃 〃 |
| 12- شہباز احمد 〃 〃 〃 | |
| 13- عطاء الرحمٰن 〃 〃 〃 | |
| 14- محمد زاہد سانگھڑی 〃 〃 〃 | |
| 15- محمد اشرف عالم 〃 〃 〃 | |

صاحب ) ایک جیپ پر روانہ ہوئے۔تقریباً نصف سفر پختہ سڑک پر اور نصف صحرائی ریت پر کرنے کے بعد ڈیڑھ سے پونے دو گھنٹے کے دورانیئے میں ہم مقام چھچھی درس پہنچے، اس وقت رات کے بارہ بج چکے تھے۔اسی مقام میں ہمیں مغربی جانب ایسا بلند ٹیلہ مل گیا جس پر باآسانی مشاہدہ کیا جاسکتا تھا۔ہم نے میزبان محمد موسیٰ صاحب کے پاس سوا تین بجے تک آرام کیا، اس کے بعد تقریباً چار بجے سے پہلے پہلے ٹیلے پر مشاہدے کے لئے پہنچ گئے۔آسمان پر ستارے کافی واضح اور روشن تھے۔افق پر نچلے حصّے میں بعض جگہوں پر بادل کے ٹکڑے موجود تھے لیکن پہلے دو دنوں کی نسبت مطلع بالکل صاف تھا۔

**<u>4:11 پر بعض ساتھیوں کو افق کی جانب تکون نما روشنی محسوس ہوئی</u>** تاہم اس کی حتمی شکل متعین کرنا مشکل تھا، اس کے بعد ایک مرحلہ ایسا گزرا کہ سامنے کی جانب سے آنے والے ٹرک کی روشنی نے مشاہدے میں کچھ خلل ڈالا لیکن اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے وہ کچھ دیر بعد ایک طرف نکل گیا۔اب دوبارہ تمام افراد کی نظریں یکسوئی کے ساتھ افق پر جم گئیں۔ساتھ ساتھ شمالی اور جنوبی افق کو وقتاً فوقتاً مدّ نظر رکھا تا کہ مشرقی افق پر پھیلنے والی روشنی کا واضح احساس ہو سکے، 4:24 پر قوس نما روشنی افق پر پھیلی ہوئی دکھائی دی، جسے دیگر ساتھیوں نے قوس تسلیم کیا۔اس روشنی کا عرض اس کے طول سے زائد دکھائی دے رہا تھا۔پھر یہی روشنی واضح ہوتی گئی یہاں تک کہ مولانا شھباز صاحب نے فرمایا کہ ''اس روشنی کے صبح صادق ہونے میں کوئی شبہ نہیں، دیکھو وقت کیا ہے؟'' تو بندہ نے بتایا کہ 4:26 منٹ ہیں۔اور پھر 4:32 پر یہ روشنی اتنی زیادہ ہوگئی کہ مولانا شھباز صاحب نے ظرافتہً مسکرا کر فرمایا کہ ''اس روشنی کے صبح صادق ہونے میں کسی کافر کو ہی شبہ ہوسکتا ہے'' اور فرمایا کہ اگر کوئی عام آدمی بھی سو کر اٹھے تو اس روشنی کو دیکھ کر کہے گا کہ صبح ہوگئی ہے۔اور اسی دوران قریب سے اذان کی آواز سنائی دی۔اس کے بعد ہم نے اسی ٹیلے پر نماز فجر ادا کی۔

دستخط عبد الحفیظ رفیق دارالافتاء دارلعلوم کراچی بندہ بھی اس مشاہدے میں شریک تھا۔بندہ بھی اس رائے کے موافق ہے۔

**دستخط** عطاء الرحمان **دستخط** محمد فرحان فاروقی **دستخط** محمد نوید عالم (تینوں حضرات تخصص سال دوم میں تخصص کررہے ہیں۔

## ڈکھپرو میں صبح صادق کا مشاہدہ (8 مئی) (تیسری روئیداد)

بندہ احسن ظفر اور مولانا زاہد سانگھڑوی صاحب اساتذہ کرام کے مشورہ سے 7 مئی بروز بدھ شام چھ بجے مٹھی سے کھپرو کے لئے روانہ ہوئے۔رات 11:45 پر مفتی سعید صاحب کے یہاں کھپرو پہنچ گئے۔مفتی سعید صاحب کے ہمراہ رات دو بجے قریبی گاؤں راڑ میں مولانا عبدالرزاق صاحب کے مکتب پہنچے۔انہیں ساتھ لے کر رات تقریباً تین بجے ہم لوگ ایک ایسے ٹیلے پر پہنچے جس کی مشرقی سمت صحرا تھا اور دور دور تک آبادی نہیں تھی۔چار بجے کے قریب سارے ساتھی مشاہدے کے لئے متوجہ ہوگئے۔**<u>4:14 پر بندہ کو افق پر ایک مثلث سی معلوم ہورہی تھی لیکن یہ مثلث بہت ہی خفیف تھی</u>**۔چار بج کر 23 منٹ پر سب نے اتفاق کیا کہ اب افق واضح ہوگیا ہے اور تبین کی کیفیت ہوگئی ہے۔4:29 منٹ افق پر نصف دائرہ کی شکل واضح طور پر بن گئی اور سب نے اس کا مشاہدہ کیا اور 04:31 منٹ پر اس کی گولائی کم ہوتی ہوئی معلوم ہورہی تھی اور 04:33 پر گولائی مکمل ختم ہوگئی اور روشنی عرضاً افق کے دونوں طرف پھیل گئی پھر جوں جوں روشنی مزید ہوتی گئی تو معلوم ہوا کہ افق پر تقریباً 12 درجے تک باریک بادل موجود ہیں۔

**(9 مئی)** 8 مئی رات تقریباً گیارہ بجے بندہ، مولانا زاہد صاحب، مفتی سعید صاحب اور ان کے مدرسے کے ایک مدرس صاحب کھپرو سے تقریباً پندرہ کلومیٹر کے فاصلے پر ایک گاؤں باکھرے جی پہنچے۔کچھ آرام کے بعد رات تین بجے صحرا میں ایک اونچے ٹیلے کی طرف روانہ ہوئے۔تقریباً 30 منٹ بعد ہم لوگ ٹیلے کے اوپر پہنچ گئے۔یہاں افق پر ستارے واضح نہ تھے۔شمال مشرقی طرف دور کسی گاؤں کی روشنی افق پر اثر انداز ہورہی تھی۔**<u>04:12 پر افق کے اوپر ایک مثلث کی شکل معلوم ہورہی تھی</u>**۔04:27 پر سب کو روشنی افق پر پھوٹتی ہوئی معلوم ہورہی تھی لیکن افق واضح نہیں تھا اور تبین کی کیفیت جو گزشتہ روز ہوئی تھی ایسا نہ تھا۔افق کے اوپر اس روشنی میں اضافہ ہورہا تھا لیکن افق واضح نہیں ہورہا تھا۔جب کچھ روشنی مزید ہوئی تو معلوم ہوا کہ افق پر کافی بادل ہیں جس کی وجہ سے اوپر اوپر تو روشنی میں اضافہ ہورہا تھا لیکن افق کافی دیر تک واضح نہیں ہوا۔

## ☆☆☆☆علمی مباحث☆☆☆☆

### 18 درجہ زیر افق کے مطابق ظاہر ہونے والی روشنی کی کیفیت۔

مشاہدات کی تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ 18 درجات زیر افق کے حساب سے جو روشنی ظاہر ہوتی ہے وہ قوس کی شکل میں ہوتی ہے اور افق پر اس کا پھیلاؤ اس کی افق سے بلندی سے زیادہ ہوتی ہے۔اگرچہ یہ روشنی ابتدا میں مقدار میں کم ہوتی ہے لیکن بہت جلدی اس میں تیزی آتی ہے ایسا لگتا ہے کہ یہ افق پر تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہو حالانکہ اس کے انتہائی حدود گو کم روشنی سے لیکن ابتدا ہی سے قوس کی شکل میں ظاہر ہوجاتے ہیں۔اس وقت اس کی کیفیت گویا کہ قرآنی سفید دھاری کی سیاہ دھاری سے واضح فرق کا عملی نمونہ ہوتی

ہے کیونکہ تبین کا مطلب یہاں صبح کی روشنی کی رات کے اندھیرے سے واضح فرق ہے اور یہ فرق ابتداہی سے واضح ہوجاتا ہے۔جن حضرات نے بھی تفصیلی مشاہدات کیے ہیں انہوں نے یہ نوٹ کرایا ہے کہ ابتدائی مشاہدات میں اگر یہ تبین محسوس نہیں ہوتا تو یہ مشاہدات کے ساتھ آنکھوں کے مانوس نہ ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے جب چند دن مشاہدات کرنے سے آنکھیں مانوس ہوجاتی ہیں تو پھر یہ تبین ابتدا سے ہی ہونے لگتا ہے جیسا کہ احقر اور دارالعلوم کراچی کے علماء کے مشاہدات کے روزانہ ترتیب سے اندازہ ہوتا ہے لیکن ایک دفعہ جب یہ صلاحیت حاصل ہوجاتی ہے تو پھر عموماً زائل نہیں ہوتی جیسا کہ مولانا عاشق الٰہی صاحب ؒ نے بالکل ابتدا سے ہی صحیح وقت نوٹ کرایا تھا۔روشنی کے قوس میں روشنی میں تیزی کے ساتھ اضافہ وہ سرعت ہے جو کہ بعض فقہاء نے اس کی علامت کے طور پر لکھی ہے۔

اس قسم کی روشنی کا سائنسی نام Astronomical twilight ہے۔سینئر سائنٹفک آفیسر سپارکو اپنی چھٹی نمبر SR-3(9)/73 مورخہ 21 ستمبر 1973 پروفیسر عبد اللطیف صاحب کو لکھتے ہیں۔

At the begining of morning twilight (SDA. 18 degree) the entire horizon is illuminated with faint reddish light . It is distributed all along the horizon in a circular form of distribution rather than a conical or rectangualr form. The light intensity increases without any apparent change in the form of distribution.

اس کا ترجمہ ہے کہ ’’جب سورج افق سے 18 درجہ نیچے ہوتا ہے تو اس وقت سارا افق ہلکی سرخی مائل روشنی کے ساتھ منور ہوجاتا ہے یہ سارے افق پر قوس کے شکل میں پھیلی ہوئی ہوتی ہے نہ کہ مخروطی یا مستطیل روشنی کی طرح۔اس میں روشنی کی مقدار وقت کے ساتھ بڑھ رہی ہوتی ہے لیکن اس کے قوس والی شکل میں فرق بظاہر نہیں ہوتا۔‘‘

## 15 درجہ زیر افق کے مطابق ظاہر ہونے والی روشنی کی کیفیت۔

یہ روشنی بھی قوس کی شکل میں ہوتی ہے لیکن یہ 18 درجہ زیر افق کے مطابق جو قوس کی شکل پہلے بن چکی ہوتی ہے، اس کا تسلسل ہوتا ہے۔بادی النظر میں اس کی شکل میں اور 18 درجہ زیر افق کی روشنی کے شکل میں صرف اتنا فرق ہوتا ہے کہ یہ زیادہ روشن ہوتی ہے اور اس کے فوراً بعد سارا افق روشن ہوجاتا ہے۔نیز اس کے مشاہدے کے لئے کسی قسم کے تجربے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ایک ناتجربہ کار شخص بھی پہلے دن اس کو محسوس کرلے گا جبکہ 18 درجہ زیر افق کی روشنی کو دیکھنے کے لئے ابتدا میں تجربے کی ضرورت ہوتی ہے۔تاہم جب ایک دفعہ اس کا تجربہ ہوجائے تو پھر جب بھی اس کو دیکھنا چاہے گا تو پھر کسی اور تجربے کی ضرورت نہیں پڑے گی بلکہ پرانا تجربہ ہی کافی ہوگا۔ان شاءاللہ۔

یہ تجربہ صرف آنکھوں کو مانوس کرنے کے لئے ہوتا ہے جو کہ تقریباً ہفتہ دس دن میں محسوس ہونا شروع ہوجاتا ہے۔ہمیں بھی ابتدا میں یہ قوس 15 درجہ زیر افق کے مطابق نظر آئی لیکن ہفتہ دس دن کے بعد ہم نے دیکھا کہ یہ تو چھ سات منٹ پہلے شروع ہوجاتی ہے اور پھر روزانہ یہ فصل بڑھتا گیا حتی کہ مہینے کے اختتام میں تقریباً 18 درجہ زیر افق کے برابر ہوگیا۔پس جس نے صرف چند دن مشاہدہ کیا ان کو 15 درجہ زیر افق کے وقت قوس بنتی ہوئی نظر آئی اور جس نے زیادہ مشاہدات کئے ان کو یہ 18 درجہ زیر افق کے وقت سے نظر آنا شروع ہوا۔یہ گمان کرنا کہ جب روشنی زیادہ ہوتو تبین اس وقت ہوگا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ یہاں تبین کا مطلب فجر کی سفید دھاری اور سیاہ دھاری کے درمیان واضح فرق کا ہونا ہے جو کہ 18 درجہ زیر افق پر ہوجاتا ہے اور اس میں روشنی سورج طلوع ہونے تک بڑھتی رہتی ہے۔

## بروجی روشنی کی کیفیت۔

جیسا کہ اس کتاب کے آخر میں انڈکس میں اس کا انگریزی متن موجود ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ یہ روشنی طولانی ہوتی ہے اور بعض حالات میں 60 درجہ افق سے بلندی تک جاسکتی ہے۔اس پر تاریک راتوں میں صبح کا دھوکہ ہوسکتا ہے۔یہ سورج کی روشنی ہوتی ہے لیکن براہ راست نہیں بلکہ سورج کی روشنی بین السیاراتی ذرات سے منعکس ہوکر افق پر ظاہر ہوتی ہے۔سورج کی روشنی اگر براہ راست افق پر نہ آئے بلکہ کسی چیز سے منعکس ہوکر آئے تو اس کی شکل اسی چیز کے مطابق ہونی چاہیئے جس سے وہ منعکس ہوکر آرہی ہو۔سورج کے گرد جو بین السیاراتی ذرات ہیں ان کا ارتکاز دائرۃ البروج کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے اس لئے اس سے منعکس شدہ روشنی اسی دائرۃ البروج کے ساتھ ساتھ ہوگی۔پس اگر دائرۃ البروج افق کے متوازی ہوتو یہ روشنی بھی افق کی متوازی یعنی افقی ہوگی۔ایسا قطبین پر ممکن ہے اور اگر دائرۃ البروج افق پر عموداً ہوتو یہ روشنی بھی افق پر عموداً قائم ہوگی یعنی اس کی افق سے بلندی اس کی افق پر پھیلاؤ سے زیادہ ہوگی۔ایسا خط استوا پر ممکن ہے۔باقی عرض بلد والے علاقوں پر اس کی کیفیت درمیانی ہونی چاہیئے۔اگر مدینہ منورہ میں اس روشنی کو دیکھنے کی کوشش کی جائے تو مدینہ منورہ کا عرض بلد چونکہ تقریباً 24 درجہ ہے جو کہ عمود کے قریب ہے اس لئے مدینہ منورہ میں اس کی شکل ایسی لمبوتری (مستطیل) ہونی چاہیئے جو افق کے ساتھ ایک زاویہ بنارہی ہوتی ہے۔یہ قوس کی شکل میں نہیں ہوتی بلکہ عرض بلد کے مطابق افق کے ساتھ ایک زاویہ بناتی ہوئی لمبی، اہرام نما یا بھیڑیے کی دم کی طرح روشنی ہوتی ہے۔سائنسدان اس کو False dawn کہتے ہیں۔

## صبح صادق کونسی روشنی کو کہا جا سکتا ہے؟

احادیث شریفہ نمبر 1، 3، 4، 5، 7 اور 8 کے مطابق صبح صادق وہ پہلا لمحہ ہے جب افق پر مستطیر روشنی ظاہر ہو جائے۔ صفحہ نمبر 7-8 پر یہ ثابت کیا گیا ہے کہ سورج کی روشنی جب افق پر مستطیر ہو گی تو اس وقت اس کی شکل قوس کی ہو گی۔ پس پہلی دفعہ جو روشنی رات کی سیاہ خط سے دن کی سفیدی کا تبین کروائے اور احادیث شریفہ کے مطابق افق پر وہ قوس کی شکل میں پائی جائے تو اس پر مکمل صبح صادق کی تعریف صادق آتی ہے اور ایسا پہلی دفعہ 18 درجہ زیر افق پر ہو جاتا ہے اس لئے یہی صبح صادق ہے۔

## 15 درجہ زیر افق کی روشنی کی حیثیت کیا ہے؟

چونکہ صبح صادق اس سے پہلے 18 درجہ زیر افق پر واقع ہو چکا ہوتا ہے۔ اس کے بعد طلوع افتاب تک فجر کا وقت ہے، پس یہ روشنی بھی فجر کے وقت کی ہے یعنی اس دوران فجر کا وقت جاری رہتا ہے۔ سحری میں کھانے پینے کی گنجائش چونکہ صبح صادق کے پہلے لمحے تک تھی اور وہ 18 درجہ زیر افق کی روشنی کے ظہور کے ساتھ ختم ہو چکی اس لئے 15 زیر افق تک جو بھی کھائے گا پیئے گا اس کا روزہ نہیں ہو گا۔

## صبح کاذب کونسی روشنی ہے؟

اس کی جو علامات احادیث شریفہ اور فقہ میں موجود ہیں، اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

1- یہ روشنی صبح صادق سے پہلے ظاہر ہوتی ہے۔

2- اس پر عام لوگوں کو جن کو علامات کا پتہ نہ ہو صبح کا دھوکہ ہو سکتا ہے۔

3- یہ روشنی مستطیل بمعنی لمبوتری ہوتی ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ افق سے اس کی بلندی اسکی افق پر پھیلاؤ سے زیادہ ہوتی ہے۔ تفسیر روح المعانی، تفسیر خازن، مرقات المفاتیح، بحر الرائق، کتاب الفقہ المذاہب الاربعہ نے صبح کاذب کو بھیڑیئے کے دم سے تشبیہ دی ہے۔

4- تفسیر خازن، مرقات المفاتیح، بحر الرائق، کتاب الفقہ المذاہب الاربعہ اور شامی میں اسکا ظاہر ہونے کے بعد صبح صادق سے پہلے غائب ہو جانا بھی بتایا گیا ہے۔

5- کچھ حضرات کے نزدیک یہ بالکل غائب تو نہیں ہوتی لیکن اس کا بلند حصّہ غائب ہو کر صبح صادق کی روشنی میں مل جاتا ہے۔

6- ان دو قولوں میں تطبیق اس طرح ممکن ہے کہ جن کی نظریں اس کے بلند حصّے پر تو ہو لیکن اس کے افقی حصّے پر نہ ہو ان کے نزدیک یہ روشنی غائب ہو جاتی ہے۔ صحرا وغیرہ میں اس قسم کا مشاہدہ ممکن ہے۔ اور جن کی نظریں اس کی افقی حصّے پر بھی ہوں تو ان کے نزدیک صرف اس کا بلند حصّہ غائب ہوتا ہے۔ پہاڑ یا مینار سے اس قسم کا مشاہدہ ممکن ہے۔ چونکہ اکثر لوگ نیچے سے مشاہدہ کرتے ہیں اس لئے پہلی صورت کا مشاہدہ اکثر بتایا جاتا ہے۔

7- مصباح اللغات میں ذنب السرحان کے سامنے فجر کاذب لکھا ہے گویا یہ دو مترادف الفاظ ہیں۔

احادیث شریفہ اور فقہ میں صبح صادق اور کاذب کی علامات بتائی جاتی ہیں۔ یہ کن درجات پر ہوتی ہے یہ بعد میں ماہرین ان علامات اور مشاہدات کے ذریعے خود متعین کرتے ہیں۔ اکابر کے، احقر کے، اور دار العلوم کراچی کے اساتذہ وطلبہ کے جو مشاہدات دیئے گئے ہین ان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ 18 درجہ زیر افق پر ظاہر ہونے والی روشنی افق پر قوس کی شکل میں نمودار ہوتی رہی ہے اس لئے اس کو تو صبح کاذب نہیں کہا جا سکتا کیونکہ مستطیر بمعنی قوس کی شکل میں روشنی صبح کاذب کی نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کی افق سے بلندی افق پر پھیلاؤ سے کم ہے جبکہ صبح کاذب میں احادیث شریفہ نمبر 1، 4، 5 اور 7 کے مطابق افق سے اس کی بلندی اس کی افق پر پھیلاؤ سے زیادہ ہونا ضروری ہے نیز فقہاء کرام کی تحقیق کے مطابق یہ ظاہر ہونے کے بعد صبح صادق سے پہلے غائب ہو جاتی ہے ورنہ اس پر تو فقہاء کرام کا اجماع ہے کہ صبح صادق سے پہلے اس کی روشنی بلندی سے اتر جاتی ہے۔ 18 درجہ زیر افق کی روشنی جب ظاہر ہوتی ہے تو یہ پھر غائب نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کی روشنی کم ہوتی ہے۔ یہی مشاہدہ جامعۃ الرشید کے استاد مولانا شہباز صاحب کا بھی تھا جس کی تصدیق احقر نے بذریعہ ٹیلیفون مولانا موصوف سے کروائی ہے۔ اس لئے جو حضرات کہتے ہیں کہ 18 درجہ زیر افق کی روشنی صبح کاذب کی ہے مشاہدات ان کا ساتھ دیتے نظر نہیں آتے اور فیصلہ مشاہدات پر ہونا ہے اس لئے ان کا قول قابل قبول ہرگز نہیں ہو سکتا۔

دوسری طرف صبح کاذب کی جو علامات کتابوں میں لکھی ہیں وہ بروجی روشنی پر ساری کی ساری منطبق ہوتی ہیں۔ قارئین کرام خود ہی صبح کاذب کی علامات اور بروجی روشنی کی تفصیلات کا آپس میں تقابل کر کے دیکھیں۔ اب رہا یہ سوال کہ بروجی روشنی ماہرین فلکیات کی دریافت اس کا شرعی امور کے ساتھ کیا واسطہ؟ تو اس کے لئے عرض ہے کہ صبح کاذب کے ساتھ بھی ہمارا کسی قسم کا شریعت کے لحاظ سے واسطہ نہیں البتہ فقہاء کرام نے اس کی تفصیلات کتابوں میں اس کی معرفت کے لئے دے دیں۔ اب ہمارے لئے تو صبح کاذب کی بات کافی تھی لیکن جب سائنس کا دور آیا تو ان کے لئے یہ ایک سوال تھا کہ اسکی روشنی کس قسم کی ہے۔ 18 درجہ زیر افق کی روشنی کا تو وہ جان چکے تھے کہ یہ سورج کی براہ راست

روشنی ہے لیکن صبح کاذب کی روشنی کا سراغ ان کو نہیں ملا تھا۔اس کی تحقیق کی تو پتہ چلا کہ یہ دائرۃ البروج میں پھیلے ہوئے ذرات سے منعکس ہونے والی سورج کی روشنی ہے جس کی روشنی بروجی پٹی کے ساتھ ساتھ ہوتی ہے اس لئے انہوں نے اس کا نام بروجی روشنی رکھا۔اب جیسا کہ صبح صادق کو انہوں نے Astronomical twilight کہا تو ہم نے ان کے لئے اس کو نہیں چھوڑا اسی طرح اگر انہوں نے صبح کاذب کا نام بروجی روشنی رکھا تو کیا ہوا وہ ہے تو صبح کاذب ہی۔ہمیں تو علامات کے لحاظ سے اس کو دیکھنا ہے نہ کہ نام کے لحاظ سے اس کو دیکھنا۔یہ تو ایک اتفاق ہے کہ کچھ سائنسدان بھی اس کو Dawn یعنی صبح صادق کا مشابہ سمجھ کر False Dawn کہنے لگے ہیں لیکن اس کی حاجت نہیں ہمارے لئے علامات کافی ہیں۔

## چند اشکالات اور ان کے جوابات۔

بعض حضرات ان تمام مشاہدات اور اکابر کے فتاویٰ سے مطمئن نہیں اور ان کے بارے میں کچھ اشکالات پیش کرتے ہیں۔مشاہدات کے سامنے ان اشکالات کی کوئی حیثیت نہیں تاہم اتمام حجت کی خاطر ان کے اشکالات اور ان کے حل دیئے جاتے ہیں ورنہ مشاہدات نے تو فیصلہ کردیا ہے۔

**اشکال نمبر 1-** چونکہ ان مشاہدات میں صبح کاذب نظر نہیں آیا ہے اس لئے جس روشنی (18 درجہ زیر افق والی) کو صبح صادق سمجھا گیا ہے وہ فی الحقیقت صبح کاذب ہے کیونکہ صبح کاذب کا ہر روز نظر آنا ضروری ہے جیسا کہ صبح صادق روزانہ نظر آتا ہے۔

جواب۔اس سوال کا جواب دینے کے لئے اس کے تین حصے کرتے ہیں۔

**پہلا حصہ**۔کیا 18 درجہ زیر افق کی روشنی کو صبح کاذب کہا جا سکتا ہے؟

**دوسرا حصہ**۔اگر نہیں تو صبح کاذب پھر کب نظر آتا ہے ؟

**تیسرا حصہ**۔کیا صبح کاذب کا ہر روز نظر آنا ضروری ہے۔

پہلے حصے کا جواب صفحہ نمبر 23 اور 24 پر موجود ہے۔

دوسرے حصے کا جواب یہ ہے کہ اس کو آجکل سائنسدان بروجی روشنی کہتے ہیں۔صفحہ نمبر 22 پر بروجی روشنی کی کیفیت اور صفحہ نمبر 23 پر صبح کاذب کی علامات موجود ہیں۔ان کا آپس میں مقابلہ کیا جائے۔اس سے اس کا جواب کہ صبح کاذب کب نظر آتا ہے خود بخود سامنے آئے گا۔

اب تیسرے حصے'' <u>**کیا صبح کاذب کا ہر روز نظر آنا ضروری ہے؟**</u>'' کا جائزہ لیتے ہیں۔

احادیث شریفہ سے جو بات ہر زمانے کے لئے قابل عمل واضح طور پر معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جب تک مستطیر روشنی جس کی افق سے بلندی اس کے افق پر پھیلاؤ سے کم ہوتی ہے نظر نہ آئے سحری میں کھانے پینے سے نہیں رکنا چاہیئے۔اس کے برعکس اگر ایسی روشنی نظر آئے جو طولانی ہو یعنی اس کی بلندی افق پر اس کے پھیلاؤ سے زیادہ ہو اس کا اعتبار نہ کیا جائے۔پہلے علامت والی روشنی صبح صادق کی ہے اور دوسری علامت والی روشنی صبح کاذب کی۔اس سے صبح کاذب کا ہمیشہ نظر آنا ضروری ثابت نہیں ہوتا۔صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ اگر ایسی روشنی نظر آئے تو اس کا اعتبار نہ کیا جائے کیونکہ یہ صبح صادق نہیں ہے۔**بعض فقہاء نے صاف لکھا ہے کہ ایسی روشنی سردیوں میں نظر آتی ہے مثلاً**

فقہ مالکیہ کی کتاب الشرحِ الْكَبِيرِ لِلدَّرْدِيرِ میں لکھا ہے۔"وَلِلصُّبْحِ ) ( مِنَ الْفَجْرِ ) أَیْ ظُهُورُ الضَّوْءِ (الصَّادِقِ) وَهُوَ الْمُسْتَطِيرُ أَیْ الْمُنْتَشِرُ ضِيَاؤُهُ حَتَّى يَعُمَّ الْأُفُقَ احْتِرَازًا مِنَ الْكَاذِبِ وَهُوَ الْمُسْتَطِيلُ بِاللَّامِ وَهُوَ الَّذِی لَا يَنْتَشِرُ بَلْ يُطْلَبُ وَسَطَ السَّمَاءِ دَقِيقًا يُشْبِهُ ذَنَبَ السِّرْحَانِ <u>وَلَا يَكُونُ فِی جَمِيعِ الْأَزْمَانِ بَلْ فِی الشِّتَاءِ ثُمَّ يَظْهَرُ بَعْدَهُ ظَلَامٌ ثُمَّ يَظْهَرُ الْفَجْرُ الْحَقِيقِيُّ</u>
"

اور منح الجليل شرح مختصر خليل **جلد اول صفحہ نمبر 388 میں ہے۔**" ( وَ ) الْوَقْتُ الْمُخْتَارُ ( لِلصُّبْحِ ) مَبْدَؤُهُ ( مِنْ ) طُلُوعِ ( الْفَجْرِ الصَّادِقِ ) الْمُنْتَشِرِ يَمِينًا وَشِمَالًا حَتَّى يَعُمَّ الْأُفُقَ وَاحْتَرَزَ بِالصَّادِقِ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ الْكَاذِبِ وَيُسَمَّى الْمُخلف بِكَسْرِ اللَّامِ الْمُسْتَطِيلِ الَّذِی لَا يَنْتَشِرُ وَيَرْتَفِعُ إلَى جِهَةِ السَّمَاءِ دَقِيقًا يُشْبِهُ بَيَاضَ بَاطِنِ ذَنَبِ الذِّئْبِ الْأَسْوَدِ فِی أَنَّ كُلًّا بَيَاضٌ يَسِيرٌ فِی شَیْءٍ <u>مُظْلِمٍ مُحِيطٍ بِهِ يَكُونُ فِی فَصْلِ الشِّتَاءِ ثُمَّ يَغِيبُ وَيَطْلُعُ الْفَجْرُ الصَّادِقُ بَعْدَهُ</u> "۔ان تحریروں میں خط کشیدہ حصّوں کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ صبح کاذب کی روشنی ہر موسم میں نظر آنا ضروری نہیں بلکہ اس کو سردیوں میں زیادہ بہتر دیکھا جا سکتا ہے۔

مالکیہ میں شہاب الدین احمد بن ادریس القرافیؒ بھی صبح کاذب کا ظہور شتاء کے ساتھ مشروط بتاتے ہیں اور لکھتے ہیں (وكثير من الفقهاء لا يعرف حقيقته ويعتقد أنه عام الوجود فی سائر الأزمنة وهو خاص ببعض الشتاء )۔اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہر جگہ یہ صرف سردی کے دو مہینوں میں ہی نظر آ سکتا ہے۔منطقہ حارہ میں یہ سارا سال بھی نظر آ سکتا ہے لیکن ہر جگہ یہ مطالبہ کرنا کہ ہر موسم میں نظر آئے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ان عبارات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فقہاء جس کو صبح کاذب کہتے ہیں وہ نشانیاں بروجی روشنی پر صادق آتی ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ روشنی اونچے عرض بلد پر ستمبر سے نومبر تک زیادہ بہتر حالت میں نظر آتی ہے البتہ یہ روشنی خط استوا کے آس پاس ہر رات نظر آ سکتی ہے بشرطیکہ چاندنی زیادہ نہ ہو۔درمیانے عرض بلد پر یہ موسم و بہار و خزان میں زیادہ بہتر نظر آ سکتی ہے۔موسم بہار میں جب کہ درمیانی درجات عرض بلد پر تقریباً عموداً کھڑی ہوتی ہے تو شفق ابیض کے بعد نظر آتی ہے (امداد الاحکام میں اس کا مشاہدہ بالتفصیل دیا ہوا ہے اور حضرت تھانویؒ کا اس پر تبصرہ بھی ہے) اس کو شفق

کاذب کہہ سکتے ہیں جبکہ اس کے برعکس موسم خزاں میں یہ صبح صادق سے پہلے نظر آتی ہے۔جیسا کہ پروفیسر عبدالطیف صاحب نے اپنے احباب کی معیت میں اس کو کراچی میں دیکھا ہے(ص 80 صبح صادق اور صبح کاذب)۔

منطقہ حارہ میں بروجی روشنی سال کے زیادہ حصے میں دیکھی جاسکتی ہے اس لئے کراچی جو کہ منطقہ حارہ کے کنارے پر واقع ہے مناسب موسم میں اگست سے نومبر تک کے مہینوں کے علاوہ بھی بروجی روشنی بمعنی صبح کاذب نظر آسکتی ہے جیسا کہ جدید مشاہدات ( کچھروو چھچی درس میں)10:04 سے 04:14 تک تین دن تکونی روشنی نظر آئی۔مشاہدہ کرنے والوں کو شاید ان تفصیلات کا علم نہیں تھا اس لئے وہ اس کا پورا ادراک نہیں کرسکے۔پروفیسر عبداللطیف صاحب نے 18 اگست 1974 کو جھان سومرو میں صبح صادق (18 درجہ زیر افق ) سے تقریباً 40 منٹ پہلے صبح کاذب کا مشاہدہ کیا اور انہوں نے باقاعدہ یہ نوٹ کیا کہ وہ بالکل حدیث شریف اور فقہ کے بیان کردہ مخروطی شکل میں بلندی مائل تھا اور اس کے بعد صبح صادق سے پہلے اندھیرا بھی چھا گیا تھا۔

**اشکال نمبر 2**۔بعض حضرات ایک عجیب اشکال کرتے ہیں اور وہ یہ کہ بروجی روشنی تو کبھی رات کی ابتدا میں کبھی وسط اور کبھی آخر میں ہوتی ہے اور یہ ہمیشہ نہیں ہوتی بلکہ صرف چند مہینوں میں ظاہر ہوتی ہے اس لئے بروجی روشنی صبح کاذب نہیں ہے۔

جواب۔رات کی ابتدا میں جو بروجی روشنی ہوتی ہے اس پر شفق کا دھوکہ ہوسکتا ہے لیکن اس کو شفق نہیں سمجھیں گے۔وہاں بھی یہ رات کا حصہ سمجھا جائے گا جیسا کہ امداد الاحکام میں حضرت تھانویؒ اور حضرت مفتی عبدالکریم گمتھلویؒ کی تحقیق ہے۔رات کے وسط میں بروجی روشنی کبھی ظاہر نہیں ہوتی یہ محض غلط فہمی یا کم علمی ہوسکتی ہے اور رات کے آخر میں صبح صادق سے کچھ پہلے جو بروجی روشنی ظاہر ہوتی ہے وہی صبح کاذب کہلائے گی کیونکہ اس پر صبح کا دھوکہ ہوسکتا ہے۔احقر نے انٹرنیٹ پر سرچ کے دوران ماہرین فلکیات کی بروجی روشنی کی اخذ کی ہوئی تصویریں دیکھیں۔ان میں سے ایک تصویر مسٹر لوڈنگس نے کیلیفورنیا کے مقام چیوزرج سے 10 اکتوبر 1984 کو بوقت 5 بجکر 22 منٹ پر لی ہے۔اس مقام کا طول بلد 105:28 مغربی اور عرض بلد 31:47 شمالی ہے۔اس دن 18 درجہ زیر افق کے مطابق صبح صادق کا وقت اس مقام پر 05:44 تھا۔دوسری تصویر مشٹرسی گروھوسکو نے 30 نومبر 2000 کو بوقت 5 بجے صبح بمقام کورنوڈا س ٹیکساس امریکہ لی ہے۔اس مقام کا طول بلد 121:34 مغربی اور عرض بلد 36:14 شمالی ہے۔اس دن اس مقام پر 18 درجہ زیر افق کے مقام پر صبح صادق کا وقت 5:28 منٹ تھا۔پس پہلی صورت میں بروجی روشنی یا صبح کاذب صبح صادق سے 22 منٹ پہلے، دوسری صورت میں 28 منٹ پہلے اور دارالعلوم کے شاہدات میں تقریباً 5 منٹ پہلے نظر آیا۔دارالعلوم والے حضرات کو زیادہ واضح غالباً اسلئے نظر نہیں آیا کہ مشاہدہ اس کے بہترین موسم میں نہیں کیا گیا تھا۔یہ تصویریں چونکہ رنگین ہیں اس لئے اصل کتاب میں رنگین دی جائیں گی۔ان شاءاللہ۔

**اشکال نمبر 3**۔بعض حضرات یہ اشکال پیش کرتے ہیں کہ بلالؓ اذان صبح کاذب کو دیکھ کر دیتے تھے اور یہ سوال کرتے ہیں کہ ان کو آخر کیسے پتہ چلتا تھا کہ تہجد کا وقت ہوگیا ہے۔لازماً ان کو صبح کاذب دیکھ کر اذان دینا پڑتا تھا۔

**جواب**۔پرانے زمانے میں لوگ ستارے دیکھ کر وقت معلوم کرلیتے تھے۔ابھی تک ستاروں کے ذریعے وقت معلوم کرنے والے خال خال ملتے ہیں۔آخر دوسرے دنیاوی ضروریات کے لئے وہ کیسے رات کا اندازہ کرتے ہوں گے۔جو طریقہ اس کے لئے ہوتا وہی تہجد کے اذان کے لئے بھی ہوسکتا تھا۔ احادیث شریفہ میں ان بلالاً کان یؤذن بلیل سے یہ پتہ چلتا ہے کہ بلالؓ اذان اسوقت دیتے تھے کہ ابھی رات ہوتی تھی۔ظاہر ہے صبح صادق سے پہلے رات ہوتی ہے اس دوران صبح کاذب کا بھی ظہور ہوسکتا ہے۔تیسری حدیث شریف میں اذان بلالؓ اور فجر مستطیل میں ''و'' عطف ہے جو کہ تغائر کا تقاضا کرتا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے فلا صدق و لا صلی و لکن کذب و تولی اس لئے اذان بلالؓ اور فجر مستطیل کے وقوع کو ایک وقت پر ثابت کرنے کے لئے مستقل دلیل کی ضرورت ہے جو کہ یہاں نہیں ہے۔اس میں دو علیحدہ کاموں کے بارے میں فرمایا جارہا ہے کہ ان دونوں کے مطابق سحری کھانا نہ چھوڑا جائے ۔ایک فجر طولانی (اگر نظر آئے ) اور دوسرا بلالؓ کی اذان ۔کیونکہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی۔ہاں جب افق پر پھیلی ہوئی صبح بھی نمودار ہوجائے تو اب کھانے پینے سے رکنا چاہیئے کیونکہ یہ صبح صادق کہلائے گی۔اس میں واضح طور پر طولانی اور پھیلی ہوئی فجر کا فرق کیا گیا۔بلالؓ کی اذان کو اس لئے ساتھ شامل کیا گیا ہے کہ یہ بھی صبح صادق سے پہلے دی جاتی تھی تو یہ بھی سحری سے مانع ہوسکتی تھی۔کس لئے دی جاتی تھی تو جیسا کہ پہلی حدیث شریف میں ہے لَا يَمْنَعَنَّ اَحَداً مِنْكُمْ اَذَانُ بِلالٍ اَوْ قَالَ نِدَاءُ بِلَالٍ مِنْ سُحُورِهِ فَاِنَّهُ يُؤَذِّنُ اَوْ قَالَ يُنَادِي بِلَيْلٍ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَ يُوقِظَ نَائِمَكُمْ کہ بلالؓ اس لئے اذان دیتے ہیں تا کہ لوٹیں تم میں نماز پڑھنے والے اور اٹھیں تم میں سونے والے۔اس سے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا سونے سے جاگنے کے لئے اور سحری کرنے کے لئے صبح کاذب کا دیکھنا ضروری تھا ؟ آج کل بھی حرمین شریفین میں تہجد کی اذان فجر سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے دی جاتی ہے۔اصل میں مسئلہ یہ ہوسکتا تھا کہ ممکن ہے کوئی فجر مستطیل کو دیکھ لیتا تو اس کو یہ شبہ ہوجاتا کہ صبح ہوگئی اور وہ کھانا پینا چھوڑ دیتا اور یہ بھی ہوسکتا تھا کہ بلالؓ کی اذان سن لیتا جس کا فجر مستطیل کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا لیکن اس سے بھی شبہ پڑسکتا تھا کہ کوئی کھانا پینا روک دیتا۔آپ ﷺ نے دونوں کے بارے میں فرمایا کہ ان کے مطابق سحری میں کھانا پینا نہ چھوڑے بلکہ جب فجر مستطیر ظاہر ہوجائے تو اس وقت البتہ کھانا پینا چھوڑنا لازمی ہے کیونکہ اس سے روزہ کا وقت شروع ہوجاتا تھا جس کا قرآن میں ذکر ہے وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ اس سے یہ بات واضح ہوگی کہ قرآن میں خیط ابیض و اسود کے درمیان جو تبین کا ذکر ہے اس سے مراد فجر مستطیر کا ظہور ہے کہ اس وقت خیط ابیض و اسود میں تبین ہوجاتا ہے۔

**اشکال نمبر 4۔** ''یرقی ذا وینزل ذا'' یہ ٹکڑا دوسری حدیث شریف سے لیا گیا ہے، اس کی بنیاد پر اشکال کیا گیا ہے کہ بلالؓ کی اذان اور ابن ام مکتومؓ کی اذان میں بس چڑھنے اور اترنے کا فرق ہوتا تھا۔ اس لئے بروجی روشنی اور صبح صادق میں جو زیادہ فرق ہے اس کی بنیاد پر کہہ سکتے ہیں کہ 18 درجہ زیر افق کی روشنی صبح کاذب اور 15 درجہ زیر افق کی روشنی صبح صادق ہے کیونکہ ان دونوں کے درمیان اتنا ہی فرق ہے جتنا کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے۔

**جواب۔** اس ٹکڑے پر علامہ عینیؒ کی شرح عمدۃ القاری میں تفصیل سے کلام کر چکے ہیں۔ حضرت کا کلام اس میں بہت مفید ہے۔ حضرت اس ٹکڑے کے بارے میں رقم طراز ہیں (الا ان یرقی ) بِفتحِ القاف اَیْ یَصْعَدُ یُقَالُ رَقِیَ یرقی رَقیاً مِن بَابِ عَلِمِ یَعْلَمُ قوله (وَینْزِلَ ) بِالنَصب اَیْ وَاَن ینْزِلَ و کَلِمَةُ اَنْ مَصْدَرِیَةٌ وَکَلِمَةُ ذَا فِی الْمَوْضِعَیْنِ فِی مَحَلِ الرَّفْعِ عَلَی الفَاعِلِیَّةِ و قَالَ الْمُهَلَّبُ وَالَّذِی یُفهَمُ مِنْ اِخْتِلافِ الاَلْفَاظِ لِهذا الْحَدِیْثِ اَنَّ بلالاً کَانَتْ رُتْبَتُهُ اَنْ یُؤَذِّنَ بِلَیْلٍ عَلیٰ مَا اَمَرَهُ بِهِ الشَّارِعُ مِنَ الْوَقْتِ لِیَرْجِعَ الْقَائِمُ وَ یُنَبِّهَ النَائِمُ وَلِیُدْرِکَ السُّحُورَ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ یَتَسَحَّرْ وَ قَدْ رَوَی هذا کُلَّهُ ابْنُ مَسْعُودٍؓ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَکَانُوا یَتَسَحَّرونَ بَعْدَ اَذَانِهِ وَ فِیْهِ قَرِیْبُ اَذَانِ ابْنِ مَکْتُومٍ مِنْ اَذَانِ بِلَالٍ وَ قَالَ الدَّاوٗدِی قولُه ( **لَمْ یَکُنْ بَیْنَ اَذَانِهِمَا** ) اِلٰی آخِرِهِ وَ قَدْ قِیْلَ اَصْبَحْتَ اَصْبَحْتَ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ ابْنَ اُمِّ مَکْتُومٍ کَانَ یَرَاعِی قُرْبَ طُلُوعِ الْفَجْرِ اَوْ طُلُوعِهِ لِاَنَّهُ لَمْ یَکُنْ یَکْتَفِی بِاَذَانِ بِلَالٍؓ فِی عِلْمِ الْوَقْتِ لِاَنَّ بِلالاً فِیْمَا یَدُلُّ عَلَیْهِ الْحَدِیْثُ کَانَ تَخْتَلِفُ اَوْقَاتُهُ وَ اِنَّمَا حَکَی مَنْ قَالَ یَنْزِلُ ذَا وَ یرقی ذا مَاشَاهَدَ فِی بَعْضِ الاَوْقَاتِ وَ لَو کَانَ فِعْلَهُ لَا یَخْتَلِف لَاکْتَفَی بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَ لَمْ یَقُلْ ( فُکُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰی یُؤَذِّنَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُومٍ وَ لَقَالَ اِذَا فَرَغَ بِلَالٌ فَکُفُّوْا وَ لٰکِنَّهُ جَعَلَ اَوَّلَ اَذَانِ ابْنِ اُمِّ مَکْتُومٍ عَلَامَةُ الْکَفِّ وَ یَحْتَمِلُ لِاَنَّ لِابْنِ اُمِّ مَکْتُومٍ مَنْ یُرَاعِی الْوَقْت وَ لَوْ لَا ذَالِکَ لَکَانَ رُبَّمَا خَفِیَ عَنْهُ الْوَقْتُ وَ بَیْنَ ذَالِکَ مَا رَوَی ابْنُ وَهْبٍ عَنْ یُونسَ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ ( عَنْ سَالِمٍ قَالَ کَانَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُومٍ ضَرِیْرَ الْبَصَرُ وَ لَمْ یَکُنْ یُؤَذِّنُ حَتَّی یَقُولَ النَّاسُ حِیْنَ یَنْظُرُونَ اِلَی بُزُوعِ الْفَجْرِ اَذِّنْ)۔ **چند سطروں کے بعد لکھتے ہیں** وَ قَالَ الدَّاوٗدِیُّ فَعَلَی هٰذَا کَانَ فِی وَقْتِ تَاخِیرِ بِلَالٍ بِاَذَانِهِ فَشَهِدَهُ الْقَاسِمُ فَظَنَّ اَنَّ ذَالِکَ عَادَتُهُمَا قَالَ وَ لَیْسَ بِمُنْکَرٍ اَنْ یَاکُلُوا حَتَّی یَاخُذَ الآخَرُ فِی اَذَانِهِ وَ جَاءَ اَنَّهُ کَانَ لَا یُنَادِی حَتَّی یُقَالَ لَهُ اَصْبَحْتَ اَصْبَحْتَ اَیْ دَخَلْتَ فِی الصَّبَاحِ اَوْ قَارَبْتَهُ وَ قَالَ صَاحِبُ التَّوْضِیْحِ قَوْلُهُ فَشَهِدَهُ الْقَاسِمُ غَلَطٌ فَتَامَّلْهُ (قُلْتُ) لِاَنَّ قَاسِمًا لَمْ یُدْرِکْ هٰذَا۔

اس کا لب لباب یہ ہے کہ بلالؓ کی ذمہ داری یہ لگائی گئی تھی کہ وہ اذان دیا کریں کہ جو لوگ سوئے ہوں وہ اٹھیں جو نماز پڑھ رہے ہوں وہ لوٹیں اور جنہوں نے سحری نہ کی ہو وہ سحری کریں اور عبداللہ بن مسعودؓ سے یہ سب مروی ہے اور وہ بلالؓ کے اذان کے بعد سحری کرتے تھے اور حضرت یہ فرماتے ہیں کہ احادیث شریفہ سے ثابت ہے کہ بلالؓ مختلف اوقات میں اذان دیا کرتے تھے تو بعض اوقات میں ان دونوں اذانوں کے درمیان فصل کم بھی ہو سکتا تھا اس وقت راوی قاسمؒ کو گمان ہوا کہ شاید یہ عادت ہو حالانکہ ایسا نہیں تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو لوگ اس میں سحری کیسے کرتے اور اتنے کام کیسے کرتے۔ (صبح کاذب کی اذان دینے کی شرعی ضرورت بھی نظر نہیں آتی ) پس اگر اتنا کم فرق دونوں میں ہوتا کہ چڑھنے اور اترنے کا فرق ہوتا تو ابن ام مکتومؓ کی اذان کو سحری کے ختم ہونے کے معیار کی بجائے بلالؓ کی اذان کو کھانا پینا بند کرنے کے لئے معیار بنایا جاتا۔ پس حضرت کے نزدیک راوی قاسم سے سمجھنے میں غلطی ہوئی حقیقت حال یہ ہے کہ بلالؓ کی اذان مختلف اوقات میں ہوتی تھی کبھی زیادہ فصل کے ساتھ کبھی تھوڑے فصل کے ساتھ۔ اسلئے اس پر زور دے کر یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ دونوں اذانیں روشنی دیکھ کر دی جاتی تھیں یا 18 درجہ زیر افق کے اوقات صبح کاذب کے اوقات ہیں عجیب در عجیب ہے۔

**اشکال نمبر 5-** حدیث شریف میں آتا ہے۔ قال رسول للہ ﷺ لبلالٍ اِنکَ تُؤَذِّنُ اِذَا کَانَ الْفَجْرُ سَاطِعاً وَلَیْسَ ذَالِکَ الصُّبْحُ اِنَّمَا الصُّبْحُ هٰکَذَا مُعْتَرِضاً وَ فِی سَنَدِهِ ابْنِ لَهِیْعَه کَذَا فِی نَصْبُ الرَّایَه .(تحفة الاحوذی بشرح جامع الترمذی ، للمبارکفوریؒ ،مجلد:۳،صفحه نمبر ۳۱۹ ، دارالکتب العلمیه،بیروت ،لبنان)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے بلالؓ کو فرمایا کہ تم جو اذان دیتے ہو اس وقت فجر کی روشنی اونچائی کی طرف ہوتی ہے، جو کہ صبح (صادق ) نہیں ہے۔ صبح صادق تو وہ ہے جس کی روشنی دائیں بائیں پھیلی ہوئی ہو۔ اور اس کی سند میں ابن لھیعہ ہے'' اس پر بعض حضرات یہ اشکال کرتے ہیں کہ اس سے تو واضح ثابت ہوتا ہے کہ بلالؓ صبح کاذب کو دیکھ کر اذان دیتے تھے۔

**جواب۔** اس حدیث شریف کی سند میں ابن لھیعہ ہے جو کہ مجروح ہے۔ اس پر اصحاب رجال نے بڑی گرفت کی ہے۔ اس کو منکر، کذاب جیسے خطابات سے نوازا ہے۔ حدیث شریف سر آنکھوں پر۔ فقہی امور میں احادیث شریفہ کی تطبیق ہوتی ہے۔ تمام احادیث شریفہ کو دیکھا جاتا ہے۔ اگر مسئلہ صرف فضائل کا ہوتا تو اس کی حدیث سے استنباط کرنا ممکن ہوتا لیکن یہاں پر تو احکامات اور وہ بھی نماز کے احکامات کے بارے میں بات چل رہی ہے اس لئے اس حدیث شریف کو اس موقع پر استعمال کرنے پر اصرار کرنا عجیب ہے۔ اگر بالفرض اس سے استنباط صحیح بھی ہو تو مدینہ منورہ جو کہ منطقہ حارہ کے جوار میں ہے اس لئے اس میں پورے سال بھی صبح کاذب دیکھی جا سکتی ہے جیسا کہ جدید مشاہدات میں کھپرو اور چھچھی درس میں مئی کے مہینے میں دیکھا گیا ہے۔ مدینہ منورہ تو اس سے اور بھی نیچے عرض بلد پر ہے ورنہ اس کا یہ مفہوم بھی لیا جا سکتا ہے کہ اس سے مراد رات کے وقت میں اذان

دینا ہو جیسا کہ دوسرے صحیح احادیث شریفہ سے ثابت ہے۔ایک ایسے مجروح اور قابل تاویل قول کی وجہ سے ایسے احادیث شریفہ کیسے نظرانداز کی جاسکتی ہیں جس سے یہ حق الیقین حاصل ہوتا ہے کہ صبح صادق صرف مستطیر روشنی ہے اور صبح کاذب مستطیل ۔ نیز یہ ظاہر ہونے کے بعد غائب ہو جاتی ہے ورنہ کم تو ضرور ہو جاتی ہے۔اور مشاہدات کے ذریعے یہ عین الیقین ہو چکا ہو کہ 18 درجہ زیرافق کی روشنی مستطیر ہے اور یہ روشنی ظہور کے بعد مسلسل بڑھتی رہتی ہے اس نہ میں کمی ہوتے دیکھی گئی نہ یہ غائب ہوتے دیکھی گئی۔پس اس روشنی کے صبح کاذب نہ ہونے کا یقین حاصل ہو گیا۔اس روشنی سے پہلے قریب ترین روشنی صرف صبح کاذب کی یعنی بروجی روشنی ہوتی ہے۔اسی پر ہی بلندی مائل روشنی کا اطلاق ہوسکتا ہے۔جن فقہاء نے اس کو شتاء میں بتایا وہ بلند درجہ عرض بلد کے مشاہدات کی بنیاد پر کہہ رہے ہوں گے۔مولانا عبدالحفیظ صاحب سے خود میری ٹیلیفون پر بات ہوئی وہ فرماتے تھے کہ 18 درجہ زیرافق سے پہلے جو روشنی ان کو نظر آئی تھی اس کی بلندی اس کی عرض سے زیادہ محسوس ہو رہی تھی۔یہ روشنی جامعۃ الرشید کے اساتذہ کو بھی نظر آئی تھی لیکن انہوں نے اس کو ناممکن سمجھ کر درخوراعتناء نہیں سمجھا۔اگر بروجی روشنی کو دیکھ کر اذان دیتے ہوں گے تو معتدل موسم میں امدادالاحکام کے مطابق 35 منٹ تک کا وقت اس میں لگ سکتا ہے ،باقی موسموں میں کچھ زیادہ بھی ہوسکتا ہے۔

**اشکال نمبر 6**۔شرح چغمینی میں ہے قَالَ فِی شَرحِ چغمینی وَقَدْ عُرِفَ بِالتَّجرُبَۃِ اَنَّ اَوَّلَ الصُّبحِ وَ آخرَ الشَّفقِ اِنَّمَا یَکُونَ اِذَا کَانَ اِنحِطَاطُ الشَّمْسِ ثَمَانِیَۃَ عَشَرَجُزءًا قَالَ المُحشیّ ھَذا ھُوَ الْمَشھُورُ وَوَقَعَ فِی بَعْضِ کُتُبِ اَبِی رَیحَانِ اَنَّہ سَبعَۃَ عَشَرَ جُزءًا وَ قِیلَ اَنَّہ تِسعَۃَ عَشَرَ جُزءً وَ ھَذا فِی اِبْتِدَاءِ الصُّبحِ الْکَاذِبِ وَ اَمَّا فِی ابْتِداءِ الصُّبحِ الصَّادِقِ فَقَدْ قِیلَ اِنَّ اِنحِطَاطِ الشَّمْسِ حِینَئِذٍ خَمسَۃَ عَشَرَ جُزءً

اشکال یہ ہے کہ شرح ثغمینی ایک معتبر کتاب ہے اس میں صاف لکھا گیا ہے جہاں تک صبح صادق کا تعلق ہے تو یہ کہا جاتا ہے کہ یہ اس وقت واقع ہوتا ہے جب سورج کا افق سے 15 درجات کا فرق واقع ہو جائے۔اس طرح شرح التشریح فی التصریح میں بھی **اذ قد علم بالتجربۃان انحطاط الشمس <u>اول الصبح الکاذب</u> و آخر الشفق ثمانیۃ عشر درجہ** لکھا ہے جس میں صبح کاذب اور آخرالشفق کے لئے 18 درجہ زیرافق لکھا ہے۔

**جواب**۔اس میں تین باتیں قابل غور ہیں۔ایک تو یہ کہ شرح چغمینی کے محشی نے قد قیل کے ساتھ اس کو لکھا ہے اس میں مصنف نے اپنا کوئی دلیل کوئی تجربہ بیان نہیں کیا جو کہ تجرباتی اور تحقیقاتی امور میں ضعف کی طرف اشارہ کرتا ہے اور دوسرا اس میں حوالہ ابوریحان البیرونی کا دیا گیا ہے جن کا اپنا قول اس کے خلاف ہے۔تیسرا یہ ایک تجرباتی چیز ہے جس کی تصدیق وتردید تجربے پر منحصر ہے۔اسی طرح تصریح کے شارح نے بھی عرف بالتجربہ لکھ کر کسی بھی تجربہ کی تفصیل نہیں لکھی ہے۔ابوریحان البیرونی فجر کی تین قسمیں بیان کرتے ہوئے القانون المسعودی میں لکھتے ہیں۔

اَوَّلُھَا مُستَدِقٌ مُستَطِیلٌ مُنتَصِبٌ یُعرَفُ بِالصُّبحِ الْکَاذِبِ وَ یُلَقَّبُ بِذَنَبِ السَّرحَانِ وَ لَا یَتَعَلَّقُ بِہٖ شَیءٌ مِنَ الاَحکَامِ الشَّرعِیَّۃِ وَ لَا مِنَ الْعَادَاتِ الرَسمِیَّۃِ،وَالنَّوعُ الثَّانِی حُمرَۃٌ تَتبَعُھَا وَ تَسبِقُ الشَّمسَ وَ ھُوَ کَالاَوَّلِ فِی بَابِ الشَّرعِ وَ عَلیٰ مِثلِہٖ حَالِ الشَّفَقِ فَاِنَّ سَبَبَھُمَا وَاحِدٌ وَ کَونُھُمَا وَاحِدٌ ، وَ ھُوَ اَیضاً ثَلَاثَۃُ اَنوَاعٍ مُخَالِفَۃُ التَّرتِیبِ لَمَا ذَکَرنَا ، وَ ذَالِکَ اَنَّ الْحُمرَۃَ بَعدَ غُرُوبِ الشَّمسِ اَوَّلُ اَنوَاعِہٖ ، وَ البَیَاضُ الْمُنتَشِرُ ثَانِیھَا ، وَ اختِلَافُ الاَئِمَّۃِ فِی اسمِ الشَّفَقِ عَلیٰ اَیِّھِمَایَقَعُ اُوجَبَ اَنْ یَتَنَبَّہُ لَھُمَا مَعاً ، وَالثَّالِثُ الْمُستَطِیلُ الْمُنتَصِبُ الْمُوَازِی لِلذَّنَبِ السَّرحَانِ ، وَ اِنَّمَا لَا یَتَنَبَّہُ النَّاسُ لَہٗ لِأَنَّ وَقتَہُ عِندَ اِختِتَامِ الاَعمَالِ وَ اِشتِغَالِھِم بِالاِکتِنَانِ، وَ اَمَّا وَقتُ الصُّبحِ فَالعَادَۃُ فِیہِ جَارِیَۃٌ بِاستِکمَالِ الرَّاحَۃِ وَ التَّھیؤِلِلتَّصَرُّفِ فَھُم فِیہِ مُنتَظِرُونَ طَلِیعَۃُ النَّھَارِ لِیَأخُذُوا فِی الاِنتِشَارِ فَلِذَالِکَ ظَھَرَ لَھُم ھٰذَا وَ خَفِیَ ذَالِکَ ، <u>وَ بِحَسبِ الْحَاجَۃِ اِلَی الْفَجرِ وَ الشَّفَقِ</u> رَصَدَ اَصحَابُ ھٰذِہِ الصَّنَاعَۃِ اَمرَہٗ فَحَصَلُوا مِن قَوَانِینِ وَقتِہِ اَنَّ اِنحِطَاطَ الشَّمسِ تَحتَ الْاُفُقِ مَتیٰ کَانَ ثَمَانِیَۃَ عَشَرَ جُزءً کَانَ ذَالِکَ الْوَقتُ طُلُوعِ الفَجرِ فِی المَشرِقِ وَ مَغِیبَ الشَّفَقِ فِی الْمَغرِبِ <u>وَ لَمَّا لَم یَکُن شَیاً مُعَیَّناً بَل بِالاَوَّلِ مُختَلِطاً</u> اُختُلِفَ فِی ھٰذَا القَانُونِ فَرَاٰہُ بَعضُھُم سَبعَ عَشَرَ جُزءً

اس میں <u>صبح صادق اور شفق دونوں کے لئے 18 درجے کا وقت بتایا ہے</u> اور بعض صورتوں میں <u>پہلی صبح کے ساتھ مختلط ہونے کی وجہ سے</u> کچھ حضرات نے اس کو 17 درجہ پر دیکھا۔البیرونی نے فجر اور شفق میں مطلوب اور غیر مطلوب کو علیحدہ علیحدہ کیا ہے۔اس میں پھر فرماتے کہ لوگوں نے حسب الحاجۃ اپنے مطلوب اوقات کے لئے درجات اخذ کئے ہیں کہ وہ فجر اور شفق کے لئے 18 درجات ہیں۔ اس سے صبح صادق کے لئے 15 درجہ زیرافق کی دلیل پکڑنے والوں سے دو سوالات ہیں۔

1-خط کشیدہ حصّوں پر غور کریں کیا یہ ماننے کی بات ہوسکتی ہے کہ شفق سے مراد تو شفق ابیض مستطیر ہو جو مطلوب ہے (کیونکہ شفق مستطیل کے بارے میں تو حضرت نے فرمایا کہ لوگ اس سے غافل ہوتے ہیں) اور طلوع الفجر سے مراد صبح کاذب ہو جو غیر مطلوب ہے۔اگر یہ صبح کاذب ہے تو پھر حسب الحاجۃ کی یہاں کیا ضرورت تھی۔

2-اگر طلوع الفجر سے مراد صبح کاذب ہے تو مختلط بالاول سے پھر کونسی صبح مراد ہے۔اس اول سے ہی پتہ چلتا ہے کہ بیان کردہ طلوع الفجر فجر ثانی یعنی صبح صادق ہے۔

اس تمام سیاق وسباق سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ صبح صادق اور شفق دونوں کے لئے 18 درجہ زیرافق ہیں۔اب اگر البیرونیؒ خود اس کو صبح صادق کے لئے بتاتے ہیں تو ناقل کو کیا حق ہے کہ اس کو اپنی طرف سے صبح کاذب کے لئے سمجھے۔بظاہر یہ سہو ہے لیکن چونکہ یہ تجرباتی امر ہے اس لئے اگر مشاہدہ اس کا ساتھ نہ دے تو قابل ذکر ہی نہیں واللہ اعلم۔

تجرباتی امر چاہے کسی کا بھی ہو اس کی تصدیق وتکذیب تجرباتی ہی ہوگی اور اگر تجرباتی امور کے نتائج کا آپس میں تقابل ہوگا تو اس میں یہ دیکھا جائے گا کہ کس کے تجربات اور مشاہدات زیادہ باقاعدہ ہیں۔ان کی تفصیلات جانے بغیر ان کے نتائج مجہول ہوں گے کیونکہ ان تفصیلات سے ہی یہ بات طے ہوسکتی ہے کہ کیا یہ مشاہدہ کبھی کبھی کا تھا چاہے کتنے لمبے عرصے کے لئے کبھی کبھی کا مشاہدہ کہا جائے یا یہ باقاعدہ ایک تسلسل کے ساتھ مشاہدے کے تمام موافق اور مخالف اشیاء کے ادراک کے ساتھ مشاہدات کئے گئے ہیں۔مشاہدات کے معاملے میں عامی اور عالم کی بنیاد پر فیصلہ نہیں بلکہ مشاہدات کی باقاعدگی اور تفصیلات کی بنیاد پر فیصلہ کیا جاسکتا ہے یہ الگ بات ہے کہ اس فیصلے کے لئے پھر علم کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ مشاہدہ میں کن کن چیزوں کو پیش نظر رکھنا ہے یہ علم سے ہی معلوم ہوسکتا ہے جیسا کہ ہاتھ کی صفائی تو عموماً ٹیکنیشین کو زیادہ حاصل ہوتی ہے لیکن اس کی تفصیلات کو انجینئر زیادہ سمجھتا ہے واللہ اعلم۔نجانے اتنی واضح بات بعض حضرات کو کیوں سمجھ نہیں آتی۔میں نے جب اپنے مشاہدات مولانا موسیٰ روحانی بازیؒ کے سامنے بیان کئے تو حضرتؒ نے مجھ سے پوچھا مشاہدات کتنے کئے میں نے کہا کہ صبح صادق کے ایک مہینہ تسلسل کے ساتھ اور شفق احمر کے چھ مہینے تک تو حضرتؒ نے فرمایا اب میں مانتا ہوں کیونکہ میری ماں مجھ سے زیادہ بہتر مشاہدہ کرتی ہے غالباً خود وقت نہ ہونے کے بنیاد پر فرمایا واللہ اعلم۔ہمارے جتنے مشاہیر ہیں ان سے ہم کیسے یہ توقع کرسکتے ہیں کہ وہ مسلسل اتنا وقت نکال سکتے ہیں۔آخر خود اپنے بارے میں غور کریں خود ان کو اتنا عرصہ اس طریقے سے مشاہدات کی توفیق کیوں نہیں ہورہی ہے اور اگر ہے تو اس کی اس طرح تفصیلات کیوں سامنے نہیں لاتے جیسا کہ دارالعلوم کراچی کے اساتذہ اور تخصص کے طلبہ نے پیش کئے ہیں۔

**اشکال نمبر 7**۔علامہ شامیؒ کا قول بعض حضرات نقل کرتے ہیں کہ حضرتؒ نے صبح صادق و کاذب اور شفق احمر و ابیض میں 3 درجے کا فصل بتایا ہے۔اس لئے صبح صادق چونکہ 15 درجہ زیر افق پر ہے تو صبح کاذب 18 درجہ زیر افق پر ہونا چاہیئے۔

**جواب**۔عجیب بات ہے۔یہ تو بالکل اس طرح ہے جیسا کہ کہا جائے کہ سردیوں میں دن چھوٹے ہوتے ہیں اس لئے زمین گول ہے۔علامہ شامیؒ ہمارے بڑے فقہاء میں سے ہے۔ان کا قول سر آنکھوں پر لیکن یہاں حضرتؒ نے کہاں لکھا ہے کہ صبح صادق 15 درجے پر ہے کہ اس سے استدلال کرکے صبح کاذب کو 18 درجے پر مانا جائے۔ حضرتؒ تو تحریر فرماتے ہیں لَا يَمْنَعَنَّكُمْ مِنْ سُحُورِكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ وَلَا الْفَجْرُ الْمُسْتَطِيلُ وَلٰكِنَّ الْفَجْرُ الْمُسْتَطِيرُ فِى الْاُفُقِ فَالْمُعْتَبَرُ الْفَجْرُ الصَّادِقُ وَ هُوَالْفَجْرُ الْمُسْتَطِيرُ ا الَّذِى يَنْتَشِرُ ضُوءُ هُ فِى أَطْرَافِ السَّمَاءِ لَاالْكَذِب وَ هُوَالْفَجْرُ الْمُسْتَطِيلُ الَّذِى يَبْدَو طَوِيلاً فِى السَّمَاءِ كَذَنَبِ السَّرْحَانِ اَئ الذئب ثُمَّ يَعْقِبُهُ ظُلْمَةٌ۔ یعنی تمہیں نہ روکے سحری میں کھانے سے بلالؓ کی اذان اور نہ ہی فجر مستطیل لیکن فجر مستطیر (پر رکنا چاہیئے) اور وہ صبح صادق ہے جو فجر مستطیر ہے جسکی روشنی آسمان کے اطراف میں منتشر ہوتی ہے نہ کہ صبح کاذب جو کہ لمبائی کے رخ شروع ہوتی ہے جیسا کہ بھیڑیئے کی دم ہو پھر اس کے بعد اندھیرا چھا جاتا ہے۔آگے محقق علی آفندی الداغستانی سے نقل کرتے ہیں کہ دونوں صبحوں اور شفقوں کے درمیان تین درجات کا فصل ہوتا ہے۔پس اس عبارت سے تو اتنا مستفاد ہوتا ہے کہ حضرتؒ نے صبح صادق کی جو علامت بتائی ہے اس کے مطابق مشاہدات سے صبح صادق کا وقت معلوم ہوجائے اور اس کے ساتھ تین درجے جمع کئے جائیں تو صبح کاذب کا وقت معلوم ہوجائے گا۔مشاہدات کی تفصیل دی ہوئی ہے ۔اس کے مطابق صبح صادق 18 درجات پر ہوتی ہے اس لئے اس کا نتیجہ حضرتؒ کے تحریر کے مطابق یوں نکلے گا کہ صبح کاذب 21 درجات پر ہونا چاہیئے۔دوسری طرف چونکہ شفق ابیض اور صبح صادق کے لئے ایک ہی قانون مسلم ہے اس لئے اس کے مطابق شفق ابیض 18 درجات پر اور شفق کاذب 21 درجات پر ہونا چاہیئے۔یہی مشاہدہ جامعۃ الرشید کے علماء کو ہو چکا ہے کہ وہ فرما رہے تھے کہ 21 درجات تک سفیدی نظر آرہی تھی۔چونکہ ان کے ذہن میں یہ پہلے سے طے تھا کہ شفق ابیض تو 15 درجے پر ہوتی ہے اور سفیدی ان کو 21 درجات تک نظر آرہی تھی لہٰذا انہوں نے اس مشاہدہ کو ہی عبث سمجھا حالانکہ وہ اگر غیر جانبدار رہتے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو شفق ابیض اور شفق کاذب دیکھنے کا موقع فراہم کیا تھا،اس سے فائدہ اٹھا لیتے۔اس لئے کہتے ہیں تجربات اور مشاہدات میں تعصب نہیں برتنا چاہیئے واللہ اعلم۔

باقی علامہ شامیؒ کا صبح صادق کے لئے کونسے درجات زیر افق پر عمل تھا، درج ذیل عبارت سے ظاہر ہے رد المختار کے صفحہ 93 جلد نمبر 2 میں فرماتے ہیں۔’’قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ النَّهَارَالشَّرْعِى مِنْ طُلُوعِ الفَجْرِ الَى الْغُرُوبِ :اعْلَمْ أَنَّ كُلَّ قُطْرٍ نِصْفُ نَهَارِهِ قَبْلَ زَوَالِهِ بِقَدْرِ نِصْفِ حِصَّةِ فَجْرِهِ فَمَتَى كَانَ الْبَاقِى لِلزَّوَالِ أَكْثَرَ مِنْ هَـذَا النِّصْفِ صَحَّ وَإِلَّا فَلَا فَفِى مِصْرَ وَالشَّامِ تَصِحُّ النِّيَّةُ قَبْلَ الزَّوَالِ بِخَمْسَ عَشْرَةَ دَرَجَةً لِوُجُودِ النِّيَّةِ فِى أَكْثَرِ النَّهَارِ ؛ لِأَنَّ نِصْفَ حِصَّةِ الْفَجْرِ لَا تَزِيدُ عَلَى ثَلَاثَ عَشْرَةَ دَرَجَةً فِى مِصْرَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَنِصْفٍ فِى الشَّامِّ فَإِذَا كَانَ الْبَاقِى إلَى الزَّوَالِ أَكْثَرَ مِنْ نِصْفِ هَذِهِ الْحِصَّةِ ، وَلَوْ بِنِصْفِ دَرَجَةٍ صَحَّ الصَّوْمُ كَذَا حَرَّرَهُ شَيْخُ مَشَايِخِنَا إِبْرَاهِيمُ السَّائِحَانِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى (منحة الخالق على البحر الرائق ،اقسام الصوم ۔اس میں علامہ شامی نے نہار شرعی کے بارے میں یہ اصول بتایا ہے کہ یہ فجر سے غروب تک ہوتا ہے اور ساتھ یہ اصول بھی بتایا کہ جب فجر اور طلوع کے درمیان جتنا

وقت ہے اس کے نصف سے زیادہ وقت زوال میں باقی ہو اور روزے کی نیت کی جائے تو صحیح ہے ورنہ نہیں۔مثال کے طور پر فرمایا کہ مصر اور شام میں جب زوال میں پندرہ درجے کے برابر وقت یعنی ایک گھنٹہ کیونکہ ایک درجہ چار منٹ کا ہوتا ہے باقی ہو تو روزے کی نیت کی جاسکتی ہے کیونکہ فجر کے وقت کا نصف مصر میں 13 درجے یعنی 52 منٹ سے اور شام میں ساڑھے چودہ درجے یعنی 58 منٹ سے زیادہ نہیں ہوتا، پس جب زوال میں اس نصف حصّے کے بقدر وقت سے زیادہ چاہے دو منٹ ہی کیوں نہ ہو باقی ہو تو روزے کی نیت صحیح ہے۔

شام کا زیادہ سے زیادہ درجہ عرض بلد تقریباً 37 درجے ہے۔اس کے مطابق فجر کا زیادہ سے زیادہ کل وقت ایک گھنٹہ اور 56 منٹ ساڑھے 18 درجہ زیر افق کے مطابق ہوتا ہے نہ کہ 15 درجہ زیر افق پر۔اب بھی تسلی نہ ہو تو قصر کے لئے جتنی سفر کی کم سے کم مقدار کی ضرورت ہوتی ہے،اس ضمن میں علامہ شامیؒ کتاب صلوٰۃ المسافر میں لکھتے ہیں۔

”ثُمَّ إِنَّ مِنَ الْفَجْرِ إِلَى الزَّوَالِ فِى أَقْصَرِ أَيَّامِ السَّنَةِ فِى مِصْرَ وَمَا سَاوَاهَا فِى الْعَرْضِ سَبْعُ سَاعَاتٍ إِلَّا رُبُعًا فَمَجْمُوعُ الثَّلَاثَةِ الْأَيَّامِ عِشْرُونَ سَاعَةً وَرُبُعٌ ......وَيَخْتَلِفُ بِحَسَبِ اخْتِلَافِ الْبُلْدَانِ فِى الْعَرْضِ۔

قُلْت :وَمَجْمُوعُ الثَّلَاثَةِ الْأَيَّامِ فِى دِمَشْقَ عِشْرُونَ سَاعَةً إِلَّا ثُلُثَ سَاعَةٍ تَقْرِيبًا لِأَنَّ مِنَ الْفَجْرِ إِلَى الزَّوَالِ فِى أَقْصَرِ الْأَيَّامِ عِنْدَنَا سِتُّ سَاعَاتٍ وَثُلُثَا سَاعَةٍ إِلَّا دَرَجَةً وَنِصْفًا ، وَإِنِ اعْتَبَرْتَ ذَلِكَ بِالْأَيَّامِ الْمُعْتَدِلَةِ كَانَ مَجْمُوعُ الثَّلَاثَةِ أَيَّامٍ اثْنَيْنِ وَعِشْرِينَ سَاعَةً وَنِصْفَ سَاعَةٍ تَقْرِيبًا لِأَنَّ مِنَ الْفَجْرِ إِلَى الزَّوَالِ سَبْعُ سَاعَاتٍ وَنِصْفًا تَقْرِيبًا (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر)

اس صورت میں دمشق جس کا عرض بلد 33:31 شمالی اور طول بلد 36:18 مشرقی ہے۔اس کے مطابق اقصر الایام یعنی 22 دسمبر کو فجر سے زوال تک 6 گھنٹے اور 34 منٹ 19 درجہ زیر افق کے مطابق بنتے ہیں۔اب حضرت تو فجر 19 درجات کے مطابق دے رہے ہیں جو کہ ممکن بھی ہے کیونکہ دمشق اور مصر میں اب بھی صبح صادق 19 درجات زیر افق پر مانا جاتا ہے جیسا کہ حرمین شریفین کے کیلنڈر میں بھی ہے۔ان دونوں صورتوں میں علامہؒ ایک شرعی مسئلے کی تحقیق کے سلسلے میں حساب کر رہے ہیں جبکہ صبح کاذب کا شرعی مسائل میں کوئی دخل نہیں کیونکہ نہ اس کے مطابق نماز پڑھی جاسکتی ہے اور نہ اس کے مطابق روزہ رکھا جاسکتا ہے۔اس لئے قصر اور روزے کی نیت دونوں کے لئے صبح صادق ہی کی ضرورت تھی اس لئے اس سے معلوم ہوا کہ حضرتؒ کا مسلک 18 درجہ زیر افق یا 19 درجہ زیر افق کا تھا واللہ اعلم۔

found.

**اشکال نمبر 8**۔لیکن احسن الفتاوئ جلد دوم میں اس کی تاویل کی گئی ہے اور فرماتے ہیں کہ ماہرین فلکیات صبح سے مرا صبح کاذب لیتے ہیں اور احتیاط کے پیش نظر عمداً بھی سحر کے صبح کاذب کے اوقات لکھے جاتے ہیں۔

**جواب**۔حضرتؒ کی اس تاویل کو محققین نے کبھی بھی تسلیم نہیں کیا کیونکہ نہ تو اس کا نقلی ثبوت ہے کہ ماہرین فن نے یہ خود کہا ہو کہ ہم جو صبح کے اوقات دے رہے ہیں یہ صبح کاذب کے ہیں اور نہ ہی سحری کے اوقات شائع کرنے والوں نے یہ کہا ہے کہ ہم اصل میں صبح کاذب کے اوقات دے رہے ہیں کہ اس میں احتیاط ہے۔احتیاط کا علیحدہ بتایا جاتا ہے اور وہ عموماً دو تین منٹ ہوتا ہے۔احتیاط پر زیادہ کام تو خود احقر کا ہے۔اس سے پہلے تو احتیاط کو صرف رسمی کارروائی سمجھ کر نظرانداز بھی کیا جاتا تھا۔عقلی طور پر بھی اسکا موقع نہیں کیونکہ علامہ شامیؒ اس کو شرعی مسائل یعنی مسافت قصر اور نصف النہار شرعی کے تحقیق کے لئے استعمال کر رہے ہیں جس میں صبح صادق کی اوقات کی ضرورت تھی نہ کہ صبح کاذب کی۔

## چند سمجھانے والے سوالات اور ان کے سمجھ میں آنے والے جوابات۔

مسئلے کو زیادہ واضح کرنے کیلئے راقم اب اپنے آپ سے چند سوالات کرنا چاہتا ہے۔اس کتاب کی روشنی میں اس کے جوابات سے مسئلہ ان شاءاللہ بالکل واضح ہو جائے گا۔

1- کیا حدیث شریف کے مطابق صبح کاذب کی روشنی مستطیل ہوتی ہے یا مستطیر؟

**جواب**۔حدیث نمبر 1،3،5 اور 7 کے مطابق صبح کاذب کی روشنی مستطیل بمعنی لمبوتری ہوتی ہے۔

2- کیا حدیث شریف کے مطابق صبح صادق کی روشنی مستطیل ہوتی ہے یا مستطیر؟

**جواب**۔حدیث شریف 1،3،4،5،7،8 کے مطابق صبح کاذب کی روشنی مستطیر ہوتی ہے۔

**3-** کیا 18 درجہ زیر افق کی روشنی مستطیل ہوتی ہے یا مستطیر ہوتی ہے؟

**جواب**۔احقر، ڈاکٹر شوکت صاحب ، دارلعلوم کراچی کے اساتذہ و تخصص کے طلبہ اور بالخصوص اکابر علمائے کراچی کے مشاہدات کے مطابق 18 درجہ زیر افق کی روشنی قوس کی شکل میں ہوتی ہے اور اس کا عرض اس کی افق سے بلندی سے زیادہ ہوتی ہے جس کو مستطیر کہتے ہیں

4- کیا15 درجہ زیرافق کی روشنی مستطیل ہوتی ہے یا مستطیر ہوتی ہے؟

جواب۔اس کی روشنی بھی مستطیر ہوتی ہے۔

5- قوس کی شکل میں جو روشنی ظاہر ہوتی ہے وہ مستطیل کہلاتی ہے یا مستطیر؟

جواب۔قوس کی شکل جو بھی روشنی ظاہر ہوگی حسابی اعتبار سے یہ بات یقینی ہے کہ وہ مستطیر ہوتی ہے۔

6- کیا18 درجہ زیرافق کی روشنی قوس کی شکل میں ہوتی ہے یا لمبوتری؟

جواب۔مشاہدات سے اس کا قوس کے شکل میں ہونا ثابت ہوچکا ہے۔یہ لمبوتری ہرگز نہیں ہوتی۔

7- جامعۃ الرشید کے دو اساتذہ نے مشاہدات کا ایک الگ نوٹ بھیجا ہے۔انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ ہمیں روشنی قوس کی صورت میں تو نظر آئی لیکن نیچے بادل تھے لہٰذا اس قوس کا صبح صادق ہونا مشکوک ہوگیا۔اس لئے ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ روشنی افق پر اکثر طولاً ہوگی یا اکثر عرضاً۔

جواب۔ان کی خدمت میں عرض ہے کہ اگر وہ اس کو سورج کی روشنی مانتے ہیں تو افق پر چاہے بادل ہی کیوں نہ ہوں بادلوں سے اوپر اگر اس کا کچھ حصّہ قوس کی شکل میں نظر آرہا ہو تو بادلوں کے پیچھے بھی وہ قوس کی ہی شکل بنا رہی ہوگی کیونکہ یہ روشنی چونکہ سورج سے افق پر منتشر ہو رہی ہوتی ہے اس لئے اس قوس کے زیرین حصّے کو گو بادل چھپا بھی لیں لیکن بادلوں کے اوپر کی روشنی قوس کے شکل میں اگر نظر آتی ہو تو بادلوں کے پیچھے افق کے ساتھ اس کا جو حصّہ افق کے ساتھ مس کر رہا ہوگا وہ اسی روشنی کا حصّہ ہونے کی وجہ سے قوس ہی کا حصّہ ہوگا۔ اگر اسکی تصویر لی جائے اور مشہودہ قوس کے تسلسل کو افق کے ساتھ ملا دیا جائے تو یہ تقریباً نصف دائرہ بن جائے گا جیسا کہ شکل میں جالی دار حصّے کے پیچھے اس کا تسلسل نظر آرہا ہے۔اس قوس کا قاعدہ قطر کے برابر ہوگا اور بلندی م ن کے برابر ہوگی اس طرح اس وقت افق پر اس کا پھیلاؤ اس کی بلندی دگنی ہوگی۔

8- اگر مشہود قوس پر ہی فیصلہ کیا جائے تو کیا پھر بھی اس مشہود افق پر روشنی اکثر عرضاً ہوگی۔

**جواب۔** کیوں نہیں بلکہ زیادہ ہوگی۔اس کو سمجھنے کے لئے آپ مثلث ا م ج کو دیکھیں۔اس میں زاویہ ام ج 30 درجے کا ہے اس لئے زاویہ م ج ص بھی 30 درجے کا ہونا چاہیئے۔اس صورت میں م ج = r یعنی قوس کا رداس پس ج ص = r cos 30 = 0.866 r

found.

اور م ص = r sin 30 = 0.5 r اور ن م =r اس لئے

ن ص = ن م - م ص = r - 0.5 r=0.5 r

پس مشہود افق کا قاعدہ یعنی افقی پھیلاؤ=0.866 r x 2= 1.732 r اس لئے اس مشہود قوس کی بلندی اس کی افقی پھیلاؤ کا 28.86 فیصد ہے جو کہ 50 فیصد سے کم ہے۔اگر یہ زاویہ 45 درجے ہے تو پھر بلندی افقی پھیلاؤ کی 20.7 فیصد ہوگی اور اگر یہ زاویہ 60 ہوگا تو پھر بلندی افقی پھیلاؤ کی 13.4 فیصد ہوگی۔

9- قوس کی شکل کی جو روشنی بادلوں کی اوپر سے نظر آرہی ہے کیا بادلوں کے اندر یہ روشنی لازماً قوس ہی کی شکل میں رہے گی؟

**جواب۔** جی ہاں۔کیونکہ جو بادلوں کے پیچھے لمبوتری روشنی ہوتی ہے اس کا بادلوں کے اوپر تسلسل بھی لمبوتری روشنی کا ہونا چاہیئے جیسا کہ شکل میں جالیوں کے اوپر نظر آرہا ہے۔پس اگر بادلوں کے اوپر سے روشنی قوس کی شکل میں نظر آرہی ہو تو وہ پھر لازماً مستطیر روشنی کا ہی ٹکڑا ہوسکتا ہے جو قوس کی شکل میں ہوتی ہے۔واللہ اعلم۔

10- کیا صبح صادق کی مستطیر روشنی نصف دائرے میں ہوتی ہے؟

جواب۔بادی النظر میں ایسا ہی نظر آتا ہے لیکن یہ اصل میں نصف دائرے سے کچھ کم ہی ہوتی ہے۔سوال نمبر 9 کے جواب میں زاویہ ام ج 30 درجے کی بجائے 18 درجے رکھ دیا جائے تو اس روشنی کی قوس کی بلندی اس کی افقی پھیلاؤ کی 36.32 فیصد اور اگر 15 درجے رکھ دیا جائے تو اس روشنی کی قوس کی بلندی اس کی افقی پھیلاؤ کی 38.36 فیصد ہوگی۔پس پتہ چلا کہ 18 درجہ زیرافق اور 15 درجہ زیرافق کے قوس کی شکل میں صرف دو فیصد فرق ہوتا ہے جو آنکھوں سے محسوس کرنا مشکل ہے البتہ اس میں روشنی کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔18 درجے سے زیادہ کا فرق زمین کی گولائی اور افق کی طبعی حالت کی وجہ سے نظر نہیں آتا۔ بروجی روشنی البتہ چونکہ سورج کی روشنی کا بین السیاراتی ذرات سے انعکاس ہے اس لئے وہ مناسب حالات میں نظر آسکتی ہے۔

11- جامعۃ الرشید کے اساتذہ نے 04:10 پر تکون نما روشنی دیکھی تھی ان کا خیال ہے کہ اس روشنی کا کوئی امکان نہیں تھا۔اس طرح شفق کے مشاہدے میں وہ بتا رہے ہیں کہ شفق ابیض 21 درجے زیرافق کے وقت تک بھی غائب نہیں ہو رہا تھا۔لامحالہ افق پر کوئی اور چیز اثر انداز ہو رہی تھی۔

**جواب۔** وہ یہی صبح کاذب ہی تو تھا کیونکہ کراچی منطقہ حارہ کی سرحد پر واقع ہے اس لئے مئی میں بھی اس کی روشنی کسی حد تک نظر آئی نیز شفق احمر اور شفق ابیض کے مشاہدے میں ان کو جو شفق ابیض 21 درجے تک بھی غروب ہوتا نظر نہیں آیا جس کا دورانیہ 18 درجہ زیرافق کے بعد 15 منٹ بنتا ہے وہ بھی یہی بروجی روشنی ہی تھی جس کو شفق کاذب بھی کہہ سکتے ہیں۔یہی اشتباہ امداد الاحکام کے مشاہدات میں بھی ناظر کو ہوا تھا جس میں 18 درجات زیرافق کے وقت کے بعد 35 منٹ میں ایک ستون نما روشنی غائب ہوتی ہے۔پس اگر یہ بروجی روشنی شفق ابیض کے اتنے قریب ہے تو صبح صادق کی بھی بالعکس اتنی قریب ہونی چاہیئے۔معلوم ہوا کہ 04:10 پر نظر آنے والی تکونی روشنی صبح کاذب ہی تھی۔چونکہ مئی کا مہینہ اکتوبر کے مقابلے میں مارچ سے زیادہ قریب ہے،اس لئے شام کی بروجی روشنی تو زیادہ صاف نظر آئی اور صبح کی کم فجزاہم اللہ خیراً۔

12- بعض حضرات شفق احمر کے مشاہدات کو مستند نہیں سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سورج کے غروب ہونے کے بعد سرخی ہی سرخی رہتی ہے اس لئے یہ مستند نہیں۔

جواب۔اس کے بارے میں سوائے افسوس کے کیا کہا جا سکتا ہے۔تین آئمہ کرام اور صاحبین کے نزدیک شفق سے مراد شفق احمر ہے۔کیا ان حضرات کے نزدیک ایک غیر مستند چیز پر ایک نماز کے وقت کا مدار رکھا جا سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ سمجھ کی توفیق عطا فرمائے۔وہ حضرات یہ بھول جاتے ہیں کہ جیسے صبح صادق کی ابتدا تو اہم ہے لیکن اس کا تسلسل نہیں اس طرح شفق ابیض کی انتہا اہم ہے اس سے پہلے اس کا وقوع نہیں۔بعینہٖ شفق احمر کا بھی انتہا اہم ہے اس کے ابتدائی لمحات نہیں۔شفق احمر کے غائب ہونے کے وقت یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ شفق احمر غائب ہوا ہے۔باقی سرخی سے کیا مراد ہے؟ اگر اس سے مراد دوسرے عوارض کی وجہ سے سرخی ہے تو اس میں تبدیلی ان عوارض کی وجہ سے ہی ہوتی ہے سورج کی روشنی کی وجہ سے نہیں اس لئے ان دونوں کا فرق معلوم ہو جاتا ہے۔احقر کا تو اپنے مشاہدات کے تجربے کے بعد یہ یقین ہے کہ شفق احمر کے مشاہدات شفق ابیض سے زیادہ آسان ہوتے ہیں البتہ اس کا حساب مشکل ہوتا ہے کیونکہ یہ کسی خاص درجہ متعینہ کے مطابق واقع نہیں ہوتا بلکہ 12.5 اور 16.5 کے درمیاں متغیر رہتا ہے۔اصل میں یہ حضرات اس نتیجے کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں کیونکہ یہ خالی الذہن ہو کر مشاہدات کرنے کے لئے تیار نہیں۔ان نتائج سے ان کے مزعومہ 15 درجہ زیرافق کے عشاء پر زد پڑتی ہے جو ان سے برداشت نہیں ہو رہا ہے ورنہ ڈاکٹر شوکت صاحب کی طرح خالی الذہن ہو کر مشاہدات کرتے تو حقیقت کو فوراً پا لیتے۔دوسری بات یہ ہے کہ یہ ایک عملی مسئلہ ہے جو محض ایک دو روز کے مشاہدات کی بنیاد پر یہ نتائج حاصل کرنا چاہتے ہوں ان کو اس کا ادراک کیسے ہو؟

13- بعض حضرات کہتے ہیں کہ مشاہدات میں زہرہ سیارہ کی وجہ سے بھی افق پر ایک قوس کی روشنی نظر آتی ہے۔اس لئے 18 درجات زیرافق پر جو قوس کی طرح روشنی نظر آتی ہے وہ ممکن ہے کسی سیارے کی وجہ سے ہو۔

**جواب۔** کیا عجیب بات کرتے ہیں۔فرض کریں ایسا ہی ہے۔زہرہ سیارے کی وجہ سے قوس کی روشنی وجود میں آئی لیکن ان حضرات کے نزدیک تو 18 درجات زیرافق کی روشنی صبح کاذب کی ہے جو حدیث شریف کے مطابق مستطیل ہونا چاہیئے نیز یہ حضرات صبح کاذب کو سورج کی روشنی کا اثر سمجھتے ہیں اس لئے صبح کاذب بھی ادھر سے نکلتا ہوا ہونا چاہیئے جہاں سے سورج نکلتا ہے پس 18 درجات زیرافق پر زہرہ سیارے کی قوس والی روشنی اور صبح کاذب کا مجموعہ افق پر موجود ہوگا۔پس افق پر گو کہ زہرہ سیارے کی قوس والی روشنی موجود ہو کیا وہ روشنی صبح کاذب کی روشنی کو ان مقامات پر ختم کرے گی جو مستطیل ہونے کی وجہ سے افق سے بلندی پر موجود ہونی چاہیئے۔اگر نہیں تو کیا دونوں کا مجموعہ مستطیل روشنی نہیں ہونا چاہیئے؟ پس کیا زہرہ کی روشنی کی وجہ سے صبح کاذب مستطیل ہونے کے باوجود مستطیر نظر آ سکتا ہے؟ دوسری بات،زہرہ سیارہ کی روشنی سورج کی روشنی کے مقابلے میں بہت تھوڑی ہے اس لئے اس کی قوس افق کے بہت قریب ہونی چاہیئے گویا کہ یہ صبح کاذب کی جو جڑ ہے اس کو کچھ زیادہ روشن کر دے گا اور کچھ نہیں کرے گا۔یہ سب کچھ اس صورت میں ہوگا جب زہرہ سیارہ بقول ان حضرات کے افق سے نیچے ہوگا لیکن اس کا اثر افق پر ایک قوس کی شکل میں ہوگا۔اگر زہرہ سیارہ افق پر موجود ہو تو پھر تو بات ہی دوسری ہے۔کیونکہ اگر اس کی روشنی صبح کاذب کو ختم کرتی ہے تو ان کا یہ دعویٰ بے کار ہو جاتا ہے کہ صبح کاذب ہمیشہ نظر آنی چاہیئے اور اگر ایسا نہیں تو روشنی پھر بھی مستطیل ہی نظر آنی چاہیے۔ واللہ اعلم۔

14- بعض حضرات کچھ علمائے کرام کے بیس بیس پچیس سال کے مشاہدات کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے صبح صادق کو ہمیشہ 18 درجات زیرافق کے اوقات کے مقابلے میں تاخیر سے دیکھا اس لئے وہ سحری تاخیر سے کرتے رہے ہیں۔

جواب۔ان بزرگوں کی غایت احترام کی ساتھ عاجزانہ عرض ہے کہ مشاہدات دو قسم کے ہوتے ہیں۔

الف۔وہ مشاہدات جو اپنی حالت میں لوگ عام طور پر کرتے ہیں اور ان میں مشاہدات کرنے کے لئے جن احتیاطوں کا خیال رکھنا چاہیئے وہ نہیں رکھے جاتے مثلاً آج کل ہر جگہ

مصنوعی روشنیاں عام ہیں اس لئے مشاہدات کے صحیح نتائج کو حاصل کرنے کے لئے کافی تگ ودو دکرنی پڑتی ہے۔مصنوعی روشیوں کے اثر سے پاک جگہوں کا اہتمام کرنا پڑتا ہے جیسا کہ احقر نے کیا تھا اور دارالعلوم کے علماء کرام اور کراچی کے اکابر علماء نے کیا تھا کیونکہ مصنوعی روشنیوں کی وجہ سے صبح صادق کا مشاہدہ اس طرح متاثر ہوسکتا ہے کہ اس کی ابتدائی روشنی مصنوعی روشنی کی وجہ سے نظر نہ آئے۔تو ایک طرف ان عام مشاہدات کے نتائج ہیں اور ایک طرف خاص مشاہدات جن میں کئی علماء کرام ایک جگہ ایک وقت میں انتہائی اہتمام اور احتیاط کے ساتھ مشاہدہ کرنے والے ہیں۔اگر ان دو قسم کے مشاہدات والوں میں اختلاف پایا جائے تو ترجیح کن کے مشاہدات کو حاصل ہوگی۔ایک خالی الذہن شخص کے لئے اس کا جواب تلاش کرنا مشکل نہیں۔دوسری طرف جو عام مشاہدات ہوتے ہیں ان کا باقاعدہ ریکارڈ نہیں ہوتا نہ ان کی تفصیلات ہوتی ہیں کہ ان کا جائزہ لیا جاسکے۔ایک بات البتہ ہے کہ اگر کوئی خود مشاہدہ کرے اور اس میں اس کو غلطی بھی ہوجائے اور اس کو اپنی غلطی کا پتہ نہ چل سکے تو وہ معذور ہے۔از روئے تحری اس پر خود اس کا عمل جائز ہے لیکن اگر اس کو ایک اصول وضع کرنے کے لئے استعمال کرنا ہو تو پھر عام مشاہدہ نہیں بلکہ خاص مشاہدہ کرنا پڑے گا یعنی اس میں تمام احتیاطوں کو بروئے کار لاتے ہوئے جملہ تفصیلات کی حفاظت کے ساتھ سامنے لانا ہوگا تب اس کی بنیاد پر کوئی فیصلہ ہوسکے گا۔ورنہ ان مشاہدات کی وجہ سے ان بزرگوں پر کوئی الزام تو نہیں دھرا جائے گا لیکن ان کو فنی معاملات میں استعمال کرنے سے عذر کیا جائے گا۔واللہ اعلم۔

15-ایک شخص کہتا ہے کہ صبح کاذب جس کا ذکر ایک حدیث شریف میں یوں آتا ہے ''بلال کی اذان تمہیں سحری کھانے سے نہ روکے اور نہ فجر مستطیل (صبح کاذب) بلکہ تم فجر مستطیر (صبح صادق) تک کھاؤ پیؤ'' سے مراد بروجی روشنی ہے۔

دوم۔اس کے رد میں زید کہتا ہے کہ درج ذیل وجوہ کی بنا پر شرعاً بروجی روشنی کو صبح کاذب سے کوئی نسبت نہیں ہوسکتی۔

الف۔بروجی روشنی سال میں صرف دو ماہ ( 15 اگست تا 15 اکتوبر) تک نظر آتی ہے اور وہ بھی صبح صادق سے بہت پہلے۔لہٰذا سال کے باقی دس مہینوں میں جس روشنی کا کوئی وجود ہی نہیں حضور ﷺ کا اس سے منع کرنے کا کیا مطلب؟ خصوصاً جب کہ آپ ﷺ کے دس سالہ مدنی زندگی میں رمضان المبارک ان دنوں میں آیا ہی نہیں۔

ب۔لہٰذا بروجی روشنی کے علاوہ کوئی دوسری روشنی تھی کہ جس کے ظاہر ہونے پر حضرت بلالؓ اذان دے کر صحابہ کو جگاتے تھے اور یہ وہ روشنی ہے جس کے بارے میں علامہ شامی لکھتے ہیں کہ یہ صبح صادق سے تین درجے پہلے مدینہ منورہ میں 12-16 منٹ پہلے (قبل از صبح صادق) ہر روز ظاہر ہوتی ہے۔اور یہ وہی قدرتی اور مختصر سا سہولت کا وقفہ ہے کہ جس کے مطابق ہمارے ہاں 15-20 منٹ بعد نماز پڑھنے کا معمول ہے۔

سوم۔سوال یہ ہے کہ شرعی نقطہ نگاہ سے آیا

الف۔بروجی روشنی پر صبح کاذب کی تعریف آتی ہے یا

ب۔وہ روشنی جو بمطابق علامہ شامی صبح صادق سے تین درجے پہلے افق شرقی پر نمودار ہوتی ہے۔اس بارے میں اپنی عالمانہ رائے سے مستفیض فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

**جواب**۔یہ استفتاء نہیں بلکہ مفتی کے منہ میں اپنا مطلوبہ فتویٰ ڈالنے کی کوشش ہے۔کیا استفتاء ایسا ہوتا ہے؟ صحیح بات یہ ہوتی کہ علمائے کرام کو بروجی روشنی کی صحیح کیفیت بتا کر پوچھا جاتا کہ اس قسم کی روشنی کیا صبح کاذب کی تعریف میں آتی ہے یا نہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ کیا ہمیشہ صبح کاذب نظر آنی چاہیے یا نہیں اس کا تفصیلی جواب اس کتاب میں دیا گیا ہے اور فقہاء کی وہ تحریریں بھی پیش کی گئی ہیں کہ یہ شمالی علاقوں میں شتاء میں نظر آتا ہے۔علامہ شامیؒ کی عبارت پر ہی اگر اس کا فیصلہ کرنا ہو تو علامہ شامیؒ کی عبارت میں یہ نہیں لکھا گیا ہے کہ صبح صادق 15 درجہ زیر افق کے مطابق ہوگا۔علامہ شامیؒ کے قول کا فائدہ 15 درجہ زیر افق کے قائلین کو نہیں مل سکتا کیونکہ حضرتؒ کا اپنا عمل صبح صادق کے بارے میں 18 درجہ اور 19 درجہ زیر افق کے مطابق ثابت کیا جاچکا ہے۔پس علامہ شامیؒ کی مذکورہ عبارت کے مطابق صبح کاذب 21 یا 22 درجہ پر ہونا چاہیئے۔مستفتی کا اگر صبح کاذب سے مراد یہی 21 یا 22 درجہ زیر افق کے اوقات لینا ہے تو یہ بروجی روشنی کے اوقات کے ہی قریب ہیں اور اگر اس سے مراد صبح کاذب کا 18 درجہ زیر افق کے مطابق لینا ہے تو علامہ شامیؒ کی عبارت سے ان کا مطلوب ہونا ثابت کرے۔واللہ اعلم۔

16-آپ نے جو فنی نقطے بیان کئے اس کی کیا ضرورت تھی؟ دین تو بہت سادہ ہے۔کیا یہ معقول کو منقول پر ترجیح دینا نہیں ہے؟

جواب۔واقعی دین سادہ ہے اور اگر کوئی براہ راست مشاہدہ کرے تو اس کو کسی قسم کے فنی مباحث کی ضرورت نہیں لیکن اگر نمازوں کے اوقات کا حساب کر کے نقشہ بنانا ہو تو اس کے لئے فن کے جاننے کی ضرورت ہے۔یہ درجات کی جو بحث ہے یہ بھی تو فن ہی ہے۔پھر فنی طور ان مشاہدات کو پرکھ کر ان سے فنی اصول اخذ کرنا یہ بھی فن کی بدولت ہے۔وفاق المدارس میں جو احقر کی کتاب فہم الفلکیات پڑھائی جاتی ہے فن ہی کو تو پڑھانے کے لئے پڑھائی جارہی ہے۔جو حضرات یہ سوال اٹھا رہے ہیں وہ بھی تو درجات کی بات کر کے فنی مباحث ہی کو تو چھیڑ رہے ہیں۔

17-ان کا مطلب یہ نہیں ہے۔ان کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے شامیؒ کے قول کو فنی طور پر غلط ثابت کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ حضرت شریعت اور فقہ کے بڑے عالم ہیں۔ان کی بات کو محض فن کے بل بوتے پر رد کرنے کا آپ کو کیا اختیار حاصل ہے؟

جواب۔ماشاء اللہ۔اب کھل کے بات ہوگئی۔انصاف سے کام لینے کی شرط پر آپ غور فرمائیں کہ ہم نے حضرت کے فرمودہ حصے میں کونسے حصّے کے ساتھ اختلاف کیا ہے۔ہمارا تو دعویٰ یہ ہے کہ حضرت کے قول کا فائدہ تو ہمیں ملتا ہے۔ہم اس کو کیوں رد کریں گے۔

**آخر کلام۔** اس تمام تفصیل سے راقم جس نتیجے پر پہنچا ہے وہ یہ ہے کہ جو حضرات صبح صادق کے لئے 15 درجہ زیر افق کا اصول ثابت کرتے ہیں وہ کبھی بھی یہ ثابت نہیں کر سکتے:

1۔کہ 18 درجہ زیر افق کے وقت روشنی مستطیل ہوتی ہے۔

2۔یا 18 درجہ زیر افق کی روشنی کے ظہور کے بعد وہ روشنی ایک لمحے کے لئے ختم یا کم ہوتی ہے۔

3-یا علامہ شامیؒ 15 درجہ زیر افق کے مطابق صبح صادق کے قائل تھے۔

4-دنیا میں ہر جگہ ہر روز صبح کاذب کا نظر آنا ضروری ہے۔

اس کے برعکس الحمدللہ ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ 18 درجہ زیر افق کی روشنی مستطیر ہوتی ہے فنی لحاظ سے یوں کہ سب اس کے قائل ہیں کہ یہ سورج کی روشنی پر منحصر ہے اور ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ زیر افق سورج کی براہ راست روشنی جب بھی افق پر پڑے گی وہ قوس کی شکل میں ہوگی اور ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ قوس کی روشنی مستطیر ہوتی ہے (صفحہ نمبر 7 تا 8) مشاہدات کے ذریعے بھی ثابت کیا جا چکا ہے کہ 18 درجہ زیر افق کی روشنی مستطیر ہوتی ہے۔نیز ہم یہ بھی ثابت کر چکے ہیں کہ چاہے افق کے قریب بادل ہی کیوں نہ ہوں افق پر مستطیر روشنی مستطیر نظر آئے گی اور مستطیل روشنی مستطیل۔(صفحہ نمبر 40)

مشاہدات کے ذریعے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ 18 درجہ زیر افق کی روشنی کے ظہور کے بعد نہ روشنی میں کمی آتی ہے اور نہ یہ ختم ہوتی ہے (صفحہ نمبر 13 سے 19 تک بالخصوص صفحہ نمبر 15)

ہم یہ بھی ثابت کر چکے ہیں کہ علامہ شامیؒ خود 19 درجہ زیر افق کے مطابق صبح صادق کے قول پر عمل فرماتے تھے۔(صفحہ 37 تا 38)

ہم یہ بھی ثابت کر چکے ہیں کہ بلند درجات عرض بلد پر فقہاء صبح کاذب کے صرف سردی میں نظر آنے کے قائل رہے ہیں (صفحہ 26 تا 27)۔نیز کھپرو کے مشاہدات سے پتہ چلا کہ اگر کراچی کے نواح میں باقی موسموں میں بھی تکونی (مستطیلی) روشنی 18 درجہ زیر افق سے کچھ پہلے نظر آسکتی ہے تو مدینہ منورہ میں تو لازماً سارے موسموں میں مستطیلی روشنی کے 18 درجہ زیر افق سے پہلے نظر آنے کا امکان ہے،اس طرح ان کا یہ سب سے بڑا اعتراض دم توڑ دیتا ہے کہ صبح کاذب ہر روز کیوں نظر نہیں آتا واللہ اعلم۔

پس قرآن وحدیث اور فقہ کی علامات کی رو سے اگر 18 درجہ زیر افق کی روشنی مستطیل نہ ہو اور ظاہر ہونے کے بعد یہ نہ کم ہو نہ ختم تو صرف اس بنیاد پر کوئی بھی شخص قیامت تک اس کو صبح کاذب نہیں کہہ سکتا چہ جائیکہ اس کے منکرین کے دوسرے اعتراضات کے جوابات بھی دیئے گئے ہوں۔

15 درجہ زیر افق پر بھی فجر مستطیر موجود رہتا ہے لیکن چونکہ 18 درجہ زیر افق پر فجر مستطیر کا لمحہ پہلے واقع ہو چکا ہوتا ہے لہٰذا وہی صبح صادق کی ابتدا ہوتی ہے کیونکہ اس میں اعتبار ابتدا کو ہے،پس 15 درجہ زیر افق کے وقت کی کوئی شرعی ضرورت نہیں ہے۔پہلے جو راقم کہتا تھا کہ 15 زیر افق کا بھی خیال رکھا جائے وہ محض رفع نزاع کے لئے تھا کہ اختلاف سے اگر بچنا ممکن ہو تو یہ اولیٰ ہے لیکن اگر کسی مستحب کو واجب سمجھا جائے تو پھر اس کا ترک واجب ہو جاتا ہے اس لئے اس صورت میں کہ اس احتیاط کو زبردستی نافذ کروانے کی کوشش کی جارہی ہو اور اس کی وجہ سے اکابر کی شان میں نامناسب الفاظ تحریر کیئے جارہے ہوں اور دوسری طرف روزہ چھوٹا اور عشاء جلدی کے عنوان سے نقشے چھاپ کر ہزاروں کی تعداد میں تقسیم کیئے جارہے ہوں ،ایسی صورت میں اس احتیاط کی حقیقت کا واضح کرنا امت کا راقم پر قرض تھا جو اس کتاب میں ان شاء اللہ چکایا گیا۔اب اس احتیاط کو ترک کرنے کے لئے کہا جائے گا تاکہ عوام وخواص کو اصل مسئلہ سمجھ میں آجائے۔اس کے بعد خود اگر کوئی احتیاط پر عمل کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ حرج تو فتنے میں ہے جس کا دور کرنا ضروری ہے۔البتہ یہ بات ذہن نشین رہے کہ اس سے حضرت مفتی رشید احمدؒ کی جلالت شان کے خلاف کوئی بات نکالنے کی کوشش خبث باطن کی وجہ سے ہوگی کیونکہ یہ محض ایک عارض کی وجہ سے ہے۔ہم ان سب حضرات سے دلی گزارش کرتے ہیں کہ خدا کے لئے اپنی عاقبت کی فکر کریں۔بیان معروضات میں غور وفکر کریں اور اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی دعا کریں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت کاملہ نصیب فرمائے۔آمین ثم آمین۔وما علینا الا البلاغ۔

(ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا و ھب لنا من لدنك رحمة انك أنت الوھاب۔)

**ایک ضروری تصحیح۔** احقر کے علم میں یہ بات لائی گئی ہے کہ ملک بشیر احمد بگوی صاحب احقر کو اپنا شاگرد بتاتا ہے حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں۔ مجھے انہوں نے میراث پر کام کرنے کے لئے ضرور قائل کیا تھا جس کے لئے میں ان کا ممنون ہوں لیکن اس علم فلکیات میں ان سے کوئی استفادہ کی ضرورت کبھی محسوس نہیں ہوئی۔ البتہ ان کو پتہ ہے کہ ان کی کئی غلطیاں احقر نے درست کی ہیں مجھے نہیں معلوم وہ ان کو کس کھاتے میں ڈالتے ہیں۔

## انٹرنیٹ سے حاصل شدہ بروجی روشنی (صبح کاذب) کے بارے میں معلومات

**Zodiacal Light: It is a faint, roughly triangular shaped glow of light extending away from Sun. In September and October, because the ecliptic is more nearly perpendicular to the horizon at sunrise, the zodiacal light extends more nearly vertically from the horizon and we have a better opportunity to see it shortly before sunrise than when it lies along the horizon and is lost in the dust and haze of Earth's atmosphere.**

**You should begin looking for the zodiacal light before the beginning of astronomical twilight, the time when sunlight first begins to be in the sky. Astronomical twilight begins about 1 1/2 hours before sunrise, so if you are up a little before then, if the sky is clear, and you can get away from any lights, you might look to the east and try to locate this triangular glow of light extending up to 35 or 40 degrees from the horizon, slanting slightly to the right. Near the horizon it may be more than 15 degrees wide, narrowing to about 5 degrees, and under ideal conditions may be as bright as the brightest parts of the Milky Way. When seen early in the morning it is sometimes called the false dawn, followed later by the true dawn. RoyL. Bishop, writing for the Observer's Handbook, describes it as "a huge, softly radiant pyramid of white light with its base near the horizon and its axis centered on the zodiac."**

ettings\Administrator\Desktop\Umar\Fatwa.JP not found.

Settings\Administrator\Desktop\Untitled-1 copy.jpg not found.

Settings\03335175413\My Documents\01.jpg not found.

Settings\03335175413\My Documents\02.jpg not found.

Settings\03335175413\My Documents\03.jpg not found.

Settings\03335175413\My Documents\04.jpg not found.

copy.jpg not found.